تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۔

اپریل ۱۹۵۷ء

خاص نمبر

گوتم بدھ کی زندگی، تعلیم اور عقائد پر محققانہ مضامین

(ایڈیٹر)

ابو العطاء جالندھری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الفرقان

ایڈیٹر
ابوالعطاء جالندھری

نائب ایڈیٹرز
مسعود احمد خان دہلوی بی اے
خورشید احمد شاد مولوی فاضل

فہرست مندرجات

ضروری گذارشات

۱۔ الفرقان کے جملہ انتظامی امور کے متعلق مینیجر الفرقان سے خط و کتابت کریں۔

۲۔ تمام ترسیل زر مینیجر الفرقان کے نام کی جائے یا براہ راست امانت الفرقان میں جمع کرادی جائے۔

۳۔ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر لکھیئے اور جواب طلب امور کے لئے جوابی خط بھجوائیے۔

۴۔ الفرقان ربوہ سے ہر ماہ کی پانچ تاریخ کو پوری نگرانی اور باقاعدگی سے پوسٹ کیا جاتا ہے۔ پھر بھی اگر کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے تو اپنے ہاں کے ڈاکخانہ کی نگرانی کیجئے اور ہمیں بھی لکھ دیجئے۔ ہم اس کے ازالہ کی کوشش کریں گے انشاء اللہ۔

۵۔ الفرقان کی ترقی اور توسیع کے لئے آپ کے مشورے درکار ہیں براہ کرم اپنی تجاویز سے ہمیں مطلع فرمائیے! (مینیجر الفرقان ربوہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۷	اپریل ۱۹۵۷ء	الفرقان ربوہ پاکستان	رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ	شمارہ ۴

ایک اور قرآنی صداقت کا اعلان

۱۷

حضرت بدھ کی زندگی، تعلیم اور عقائد

قرآن مجید اس صداقت کا علمبردار ہے کہ دُنیا کے تمام ممالک میں نبی آئے ہیں اور دُنیا کی ساری قوموں میں اللہ تعالیٰ کے فرستادے مبعوث ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ ولقد بعثنا فی کل اُمّۃٍ رسولاً ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت۔ کہ ہم نے ہر اُمت میں کوئی نہ کوئی رسول بھیجا ہے اور جملہ انبیاء کا مشترکہ پیغامِ رسالت یہ تھا کہ شرک اور بُت پرستی سے اجتناب کرو اور توحید ذاتِ باری پر قائم رہو۔

قرآن مجید کے اس اعلان کے یہ معنے ہیں کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جملہ نبیوں اور رسولوں پر ایمان لائے اور ساری قوموں کے مسلّم مقدسوں کی عزت و توقیر کرے۔ قرآن پاک اسی اعلان کی روشنی میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے:۔

"اور ہم لوگ دوسری قوموں کے نبیوں کی نسبت ہرگز بدظنی نہیں کرتے بلکہ ہم یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ جس قدر دُنیا میں مختلف قوموں کے لئے نبی آئے ہیں اور کروڑہا لوگوں نے ان کو مان لیا ہے اور دُنیا کے کسی ایک حصہ میں ان کی محبت اور عظمت جاگزیں ہو گئی ہے اور ایک زمانہ دراز اس محبت اور اعتقاد پر گذر گیا ہے تو بس یہی ایک دلیل ان کی سچائی کے لئے کافی ہے۔"

(رسالہ پیغام صلح صفحہ ۲۲)

جماعت احمدیہ اسی قرآنی اصل کے ماتحت مشرق و مغرب کے سب نبیوں، رشیوں اور مقدسوں کو سچے اور خدا کی طرف سے آنے والے برگزیدہ انسان یقین کرتی ہے اور انہی پاک لوگوں میں سے ایک حضرت گوتم بدھ بھی ہیں۔ جس طرح حضرت مسیحؑ کے بعد مرورِ زمانہ کے باعث ان کی تعلیم کو مسخ کر دیا گیا اور غلط عقائد ان کی طرف منسوب کر دیئے گئے۔ اسی طرح حضرت بدھ کی تعلیم اور عقائد کے

بارے میں بھی صدہا غلط باتیں مشہور ہو گئیں۔ مگر تحقیق سے ثابت ہے کہ حضرت بدھ واقعی ایک برگزیدہ انسان تھے وہ خدا کی توحید پر ایمان لاتے تھے۔ وہ خدا سے وحی اور الہام پاتے تھے اور نسلِ انسانی کی راہنمائی کے لئے مامور تھے۔

الفرقان کا یہ نمبر درحقیقت بُدھ نمبر ہے۔ ہمارے تین فاضل نامہ نگاروں نے حضرت بُدھ کی زندگی، ان کے اعمال و عقائد اور ان کی تعلیم و کارناموں کے متعلق محققانہ مقالے تحریر فرمائے ہیں جو شاملِ اشاعت ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اس تحقیق اور صحیح مسلک سے دُنیا کے کروڑوں بُدھوں کو اسلام کی دعوت دینے میں بہت آسانی ہو جائے گی۔ ہمارے فاضل مضمون نگار اصحاب کی رہنمائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے مندرجہ ذیل ارشادات سے ہوتی ہے۔ آپ نے حضرت بدھ کو خدا کا برگزیدہ انسان قرار دیتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:۔

(الف) گوتم بدھ نے (انسانوں کے درمیان) اس صلح کا ارادہ کیا تھا اور وہ اس بات کا قائل نہ تھا کہ جو کچھ ہے وید ہے، آگے کچھ نہیں۔ اور نہ وہ قوم اور ملک اور خاندان کی خصوصیت کا اقراری تھا۔۔۔۔ ۔۔۔۔ اور جیسا کہ شریر مخالفوں کا دستور ہے عام لوگوں کو نفرت دلانے کی بہت سی تہمتیں اس پر لگائی گئیں۔ آخر انجام یہ ہوا کہ بُدھ آریہ ورت سے جو اس کی زاد بوم اور وطن تھا نکالا گیا اور اب تک ہندو لوگ بدھ مذہب اور اس کی کامیابی کو بڑی نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ مگر حسب قول حضرت عیسٰے علیہ السلام کہ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں۔ دوسرے ملک کی طرف بدھ نے ہجرت کر کے بڑی کامیابی حاصل کی۔" (رسالہ پیغام صلح صفحہ ۱۹-۱۸)

(ب) ہم بیان کر چکے ہیں کہ بدھ شیطان کا بھی قائل ہے۔ ایسا ہی دوزخ اور بہشت اور ملائک اور قیامت کو بھی مانتا ہے اور یہ الزام کہ بدھ خدا کا منکر ہے یہ محض افترا ہے۔ بلکہ بدھ ویدانت کا منکر ہے اور ان جسمانی خداؤں کا منکر ہے جو ہندو مذہب میں بنائے گئے تھے۔ ہاں وہ وید پر بہت نکتہ چینی کرتا ہے اور موجودہ وید کو صحیح نہیں مانتا اور اس کو ایک بگڑی ہوئی اور محرّف اور مبدّل کتاب خیال کرتا ہے۔" (رسالہ مسیح ہندوستان میں صفحہ ۸۹)

ہم الفرقان کے اس خاص نمبر کے ذریعہ پاکستان و بھارت اور دیگر ممالک کے بدھ بھائیوں کو حضرت بدھ کے صحیح عقائد اور صحیح تعلیم کو اختیار کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ وما علینا الا البلٰغ المبین ٭

زمین پر ستاروں کے اثرات

(محترم چودھری محمد عبد اللہ صاحب ڈائریکٹر فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ربوہ)

قرآن مجید کا ارشاد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب توضیح مرام صفحہ ۲۰ طبع اول میں فرماتے ہیں:۔

"قرآن شریف سے ثابت ہے۔ کہ یہ سیارات اور کواکب اپنے اپنے قالبوں کے متعلق ایک ایک روح رکھتے ہیں جن کو نفوس کواکب سے بھی نامزد کر سکتے ہیں۔ اور جیسے کواکب اور سیاروں میں باعتبار انکے قالبوں کے طرح طرح کے خواص پائے جاتے ہیں۔ جو زمین کی ہر ایک چیز پر حسب استعداد اثر ڈال رہے ہیں۔ ایسا ہی ان کے نفوس نورانیہ میں بھی انواع و اقسام کے خواص ہیں جو باذن حکیم مطلق کائنات الارض کے باطن پر اثر ڈالتے ہیں۔ اور یہی نفوس نورانیہ کامل بندوں پر بشکل جسمانی متشکل ہو کر ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اور بشری صورت سے متمثل ہو کر دکھائی دیتے ہیں۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ تقریر از قبیل خطابیات نہیں۔ بلکہ یہ وہ صداقت ہے جو طالب حق اور حکمت کو ضرور ماننی پڑیگی۔ کیونکہ جب ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ ضرور کائنات الارض کی تربیت اجرام سماویہ کی طرف سے ہو رہی ہے۔ اور جہاں تک ہم بطور استقراء اجسام ارضیہ پر نظر ڈالتے ہیں اس تربیت کے آثار ہر یک جسم پر خواہ وہ نباتات میں سے ہے خواہ جمادات میں سے ہے خواہ حیوانات میں سے ہے بدیہی طور پر ہمیں دکھائی دیتے ہیں۔ پس اس صریح تجربہ کے ذریعہ سے ہم اس بات کے ماننے کے لئے مجبور ہیں کہ روحانی کمالات اور دل و دماغ کی روشنی کا سلسلہ بھی جہاں تک ترقی کرتا ہے بلاشبہ ان نفوس نورانیہ کا اس میں بھی دخل ہے۔ اس دخل کی رو سے شریعت غرا نے استعارہ کے طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں میں ملائک کا واسطہ ہونا ایک ضروری امر ظاہر فرمایا ہے۔ جس پر ایمان لانا ضروریات دین میں سے گردانا گیا ہے۔"

مطالعہ ہذا کا موضوع

مذکورہ بالا حوالہ سے ظاہر ہے کہ زمین اور اس کی کائنات میں پائی جانے والی مخلوق کی جسمانی اور روحانی تربیت ستاروں اور ان سے تعلق رکھنے والے نفوس نورانیہ یعنی ملائک کے ذریعہ سر انجام پاتی ہیں۔ اس جسمانی تربیت کا ذریعہ بلاشبہ وہ اثرات ہیں جو ستاروں کے زمین پر ان کی توانائی اور مرئی اور غیر مرئی شعاعوں کے ذریعہ پہنچتے ہیں۔ ان شعاعوں کا مطالعہ اور ان کے متعلق قرآن مجید کے بعض واضح ارشادات کا ذکر کرنا اس وقت مدنظر ہے۔

نظام شمسی

زمین پر سب سے اہم اثر تو نظام شمسی کا ہے۔

GAMMA RAYS اور "آفاقی" شعاعیں شامل ہیں۔ طبیعی تحقیقات کی رو سے یہ تمام شعاعیں ایک ہی بنیادی نوعیت کی ہیں اور انہیں مجموعی طور پر برقی مقناطیسی شعاعوں کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ان تمام شعاعوں میں لہروں کی خاصیات پائی جاتی ہیں اور ان کی رفتار یکساں طور پر ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے۔ ان شعاعوں کے اثرات کی تعیین وتفریق دراصل ان کے طولِ موج یا تعداد امواج فی سیکنڈ کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ چنانچہ ریڈیائی لہریں حرارت، نور، بالا بنفشی شعاعیں، لاشعاعیں، جیم شعاعیں اور آفاقی شعاعوں کا طولِ موج معینہ حدود کے اندر واقع ہے۔ ریڈیائی لہروں کا طولِ موج سب سے زیادہ ہے اور سینکڑوں میٹروں کی لمبائی سے شروع ہو کر چند ملی میٹر تک لمبائی رکھتی ہیں۔ ریڈیو کی نشریات کے لئے بین الاقوامی سمجھوتہ کے ماتحت دنیا کے مختلف ممالک کے لئے نشری لہروں کے طولِ موج کی تعیین کر دی گئی ہے تاکہ ہر ملک کا براڈ کاسٹ واضح اور بین صورت اختیار کر سکے، ایک دوسرے میں خلل انداز نہ ہوں اور سننے والوں کو ہر ایک ملک کا پیغام الگ الگ سنائی دے۔ حرارت کی لہریں ریڈیائی لہروں سے کم طول کی ہوتی ہیں۔ گو نور کی لہروں سے بڑی ہوتی ہیں۔ نور یا روشنی کی لہریں ملی میٹر کے دس ہزارویں حصہ کے قریب لمبی ہوتی ہیں۔ یہ انسانی آنکھ کو نظر آنے والی لہریں دراصل اشعاعی نظام کا ایک نہایت قلیل حصہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ روشنی کی شعاعیں بہت کم چیزوں سے گزر سکتی ہیں۔ سوائے چند مائعات اور شیشہ وغیرہ کے مگر ایکس ریز انسانی جسم میں سے گزر کر فوٹو گرافک پردہ پر ہڈیوں کی نیم شفاف شکل منعکس کر دیتی ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ایکس ریز کا طولِ موج روشنی کے طولِ موج سے بہت کم ہوتا ہے۔ ان سے بھی زیادہ نفوذ جیم شعاعوں کو حاصل ہے۔ اور سب سے زیادہ نفوذ "آفاقی" شعاعوں میں پایا جاتا ہے جو دبیز سے دبیز اشیا میں دھنس جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ سیسہ کی ۱۶ فٹ موٹائی میں اثر انداز ہو سکتی ہیں۔ جیم شعاعیں تابکار عناصر میں سے بھی پیدا ہوتی ہیں اور آفاقی شعاعیں گو سطحِ زمین تک پہنچتی ہیں مگر زمین کی بلند سطحوں یعنی پہاڑوں پر زیادہ واضح طور پر منکشف ہوتی ہیں۔ اسی لئے ان کا مطالعہ اونچے پہاڑوں پر کیا جاتا ہے بلکہ اس مقصد کے لئے غباروں کی مدد بھی حاصل کی جاتی ہے جن کے ساتھ سائنسی آلات باندھ دیئے جاتے ہیں تاکہ ان شعاعوں کا مطالعہ ایسی حالت میں کیا جائے جبکہ یہ نسبتاً بہت طاقتور ہوتی ہیں۔ ایسے مطالعہ سے نہایت مفید نتائج اخذ کئے گئے ہیں جو مادہ کی بنیادی کیفیات پر روشنی ڈالتے ہیں۔

اشعاع کی بنیاد

اشعاع (RADIATION) کی ابتدا ایٹمی یا جوہری اجزاء کی ترتیب وتبدیل سے واقع ہوتی ہے۔ سورج اور اس کی مانند دوسرے ستاروں میں ایسے عوامل برسرِ کار ہیں کہ ان میں ایٹموں یا جوہروں کی شکست وریخت اور ترتیب وترکیب کا عمل بڑی سرعت اور وسیع پیمانے پر جاری ہے۔ عمل اشعاع کو سمجھنے کے لئے ایٹم یا جوہر کی ہیئتِ وضعی میں جھانکنے کی ضرورت ہے۔ نظامِ عالم میں مادہ کی جس قدر شکلیں پائی جاتی ہیں وہ دراصل ۹۲ عناصر کی مختلف انداز میں ترتیب وترکیب پر مبنی ہیں۔ یہ بنیادی عناصر اپنی وضع کے اعتبار سے آپس میں بڑی مشابہت رکھتے ہیں۔ ہر عنصر کا باریک ترین حصہ یعنی اس عنصر کے خواص کو قائم رکھتے ہوئے جو جزو لایتجزیٰ ہوتا ہے وہ ایٹم یا جوہر کہلاتا ہے۔ تمام ایٹموں یا جوہروں کی وضعِ ترکیبی نظامِ شمسی کے مشابہ ہوتی ہے یعنی جس طرح

GAMMA RAYS اور "آفاقی" شعاعیں شامل
ہیں۔ طبیعی تحقیقات کی رُو سے یہ تمام شعاعیں ایک
ہی بنیادی نوعیت کی ہیں اور انہیں مجموعی طور پر برقی
مقناطیسی شعاعوں کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ان
تمام شعاعوں میں لہروں کی خاصیات پائی جاتی ہیں اور
ان کی رفتار یکساں طور پر ایک لاکھ چھیاسی ہزار
میل فی سیکنڈ ہے۔ ان شعاعوں کے اثرات کی تعیین
وتفریق دراصل ان کے طولِ موج یا تعداد امواج فی
سیکنڈ کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ چنانچہ ریڈیائی لہریں
حرارت، نور، بالا بنفشی شعاعوں، لاشعاعوں، جو
شعاعوں اور آفاقی شعاعوں کا طولِ موج معینہ حدود
کے اندر واقع ہے۔ ریڈیائی لہروں کا طولِ موج سب
سے زیادہ ہے اور سینکڑوں میٹروں کی لمبائی سے
شروع ہو کر چند ملی میٹر تک لمبائی رکھتی ہیں۔ ریڈیو
کی نشریات کے لئے بین الاقوامی سمجھوتہ کے ماتحت دُنیا
کے مختلف ممالک کے لئے نشری لہروں کے طولِ موج
کی تعیین کر دی گئی ہے تاکہ ہر ملک کا براڈکاسٹ
واضح اور بیّن صورت اختیار کر سکے، ایکدوسرے
میں خلل انداز نہ ہوں اور سُننے والوں کو ہر ایک ملک کا
پیغام الگ الگ سُنائی دے۔ حرارت کی لہریں ریڈیائی
لہروں سے کم طول کی ہوتی ہیں۔ گو نور کی لہروں سے بڑی
ہوتی ہیں۔ نور یا روشنی کی لہریں ملی میٹر کے دس ہزارویں
حصّہ کے قریب لمبی ہوتی ہیں۔ یہ انسانی آنکھ کو نظر آنے
والی لہریں دراصل اشعاعی نظام کا ایک نہایت قلیل
حصّہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ روشنی کی شعاعیں بہت کم چیزوں
سے گزر سکتی ہیں۔ سوائے چند مائعات اور شیشہ وغیرہ
کے مگر ایکس ریز انسانی جسم میں سے گزر کر فوٹو گرافک
پردہ پر ہڈیوں کی نیم شفاف شکل منعکس کر دیتی ہیں۔ اس
کی وجہ یہی ہے کہ ایکس ریز کا طولِ موج روشنی کے
طولِ موج سے بہت کم ہوتا ہے ان سے بھی زیادہ نفوذ جو
شعاعوں کو حاصل ہے۔ اور سب سے زیادہ نفوذ "آفاقی"
شعاعوں میں پایا جاتا ہے جو دبیز سے دبیز اشیا میں دھنس
جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ سیسہ کی ۱۶ فٹ موٹائی میں اثر انداز ہو سکتی
ہیں۔ جو شعاعیں تابکار عناصر میں سے بھی پیدا ہوتی ہیں اور
آفاقی شعاعیں گو سطحِ زمین تک پہنچتی ہیں مگر زمین کی بلند
سطحوں یعنی پہاڑوں پر زیادہ واضح طور پر منکشف ہوتی
ہیں۔ اسی لئے ان کا مطالعہ اونچے پہاڑوں پر کیا جاتا
ہے بلکہ اس مقصد کے لئے غباروں کی مدد بھی حاصل کی
جاتی ہے جن کے ساتھ سائنسی آلات باندھ دیئے جاتے
ہیں تاکہ ان شعاعوں کا مطالعہ ایسی حالت میں کیا جائے
جبکہ یہ نسبتاً بہت طاقتور ہوتی ہیں۔ ایسے مطالعہ سے
نہایت مفید نتائج اخذ کئے گئے ہیں جو مادہ کی بنیادی
کیفیات پر روشنی ڈالتے ہیں۔

اشعاع کی بنیاد

اشعاع (RADIATION) کی ابتدا ایٹمی یا جوہری اجزاء
کی ترتیب و تبدیل سے واقع ہوتی ہے۔ سورج اور
اس کی مانند دوسرے ستاروں میں ایسے عوامل برسرِ
کار ہیں کہ ان میں ایٹموں یا جوہروں کی شکست و ریخت
اور ترتیب و ترکیب کا عمل بڑی سرعت اور وسیع پیمانے
پر جاری ہے۔ عملِ اشعاع کو سمجھنے کے لئے ایٹم یا جوہر
کی ہیئتِ وضعی میں جھانکنے کی ضرورت ہے۔ نظامِ عالم
میں مادہ کی جس قدر شکلیں پائی جاتی ہیں وہ دراصل ۹۲
عناصر کی مختلف انداز میں ترتیب و ترکیب پر مبنی ہیں۔
یہ بنیادی عناصر اپنی وضع کے اعتبار سے آپس میں بڑی
مشابہت رکھتے ہیں۔ ہر عنصر کا باریک ترین حصّہ یعنی اس
عنصر کے خواص کو قائم رکھتے ہوئے جو جزو لایتجزیٰ ہوتا
ہے وہ ایٹم یا جوہر کہلاتا ہے۔ تمام ایٹموں یا جوہروں
کی وضعِ ترکیبی نظامِ شمسی کے مشابہ ہوتی ہے یعنی جس طرح

سورج کے گرد معیّن مداروں پر تمام سیارے زہرہ، عطارد، زمین، مریخ، مشتری، زحل وغیرہ لگاتار حرکت کرتے رہتے ہیں عین اسی طرح ایٹم یا جوہر کے نظام کے اندر ایک یا ایک سے زیادہ اجزاء ایک مرکز کے گرد معیّن دائروں میں لگاتار چکّر لگاتے رہتے ہیں ۔خود مرکزہ کئی ایک اجزاء سے مرکّب ہوتا ہے ۔ان تمام اجزاء میں کیفیت سکون، برقی بار، اور محوری گردش، مساوی اور مقابل ہونے کا وجود دوسرے مرکزی اجزاء سے باہمی ردّ عمل، اوسط عرصۂ وجود اور فضا کے انداز کے خواص پائے جاتے ہیں ۔ظاہر ہے کہ ان کے ضمیر میں برقی مقناطیسی خواص موجود ہیں ۔بلکہ موجودہ تحقیقات نے یہ امر بھی ثابت کر دیا ہے کہ ان اجزاء میں بھی لہروں کی خاصیات پائی جاتی ہیں ۔یعنی یہ ذرات یا ہونے لہر کی کیفیات بھی رکھتے ہیں ۔ مرکزہ کی ہیئت ترکیبی اور بناوٹ کی تفصیل کا زیر نظر موضوع متحمل نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ امر قابل ذکر ہے کہ مرکزہ کے اجزاء کے پریشان ہونے پر بھی زبردست قوت کا انتشار ہوتا ہے ۔ مگر اس انتہائی تخریب کے علاوہ اشعاع کے لئے مرکزہ کی تبدیلی کے بغیر اس کے گرداگرد چکّر لگانے والے اجزاء بھی بہت حد تک ذمہ دار ہوتے ہیں ۔ایٹم کی عام حالت "سکون" میں مرکزہ کے گرد چکّر لگانے والے اجزاء جنہیں الیکٹران کا نام دیا جاتا ہے مرکزہ سے معیّن قطر کے فاصلہ پر نہایت تیزی سے چکّر لگانے میں مصروف رہتے ہیں۔

خارج سے ہیجان انگیز اثرات پیدا ہونے کی صورت میں جب یہ اثرات معیّن مقدار توانائی تک پہنچ جائیں تو الیکٹران حالت سکون کے مدار سے چھلانگ لگا کر زیادہ قطر کے معیّن مدار پر مصروف گردش ہو جاتا ہے اسی طرح چھلانگ لگاتے ہوئے اگر قوت مؤثرہ کافی ہو تو الیکٹران ایٹم میں سے نکل جاتا ہے پھیلاؤ کی طرف چھلانگ لگانے کے لئے الیکٹران کو توانائی جذب کرنے کی ضرورت ہے مگر ہیجانی کیفیت دور ہونے پر الیکٹران خود بخود حالت سکون کے مدار کی طرف رجوع کرتا ہے ۔اور ایسا کرنے میں توانائی خارج کرتا ہے ۔اور یہ توانائی نور یا دوسری اصناف اشعاع کی شکل اختیار کرتی ہے ۔سورج اور اس کی مثل کے ستاروں میں اندرون قلب کروڑوں درجہ کی حرارت پائی جاتی ہے ۔یہ درجۂ حرارت خود ایٹموں میں ہیجان کی کیفیت پیدا کرنے کی کافی وجہ ہے ۔علاوہ ازیں ایٹمی مرکزوں میں تبدیلی اور ایٹموں کے مرکزی اجزاء کے دوسرے ایٹموں کے مرکزوں سے ٹکراؤ کے نتیجہ میں بھی اشعاع کا ایک طوفان پیدا ہوتا ہے اور برقی مقناطیسی لہروں کی شدید رفتار کے باعث اشعاع کائنات کی تمام وسعتوں میں پھیل جاتا ہے اور اسی طور سے زمین بھی آفاقی اشعاع سے حصہ بقدر جثہ پاتی ہے ۔

اشعاع کے خاص دور

قدرت کے کاموں میں دوری کیفیت ایک عام مشاہدہ ہے ۔اس کی بنیاد بھی مادہ کے ابتدائی خواص میں پائی جاتی ہے ۔خود مادہ کے ابتدائی ذرات میں لہروں کے خواص بھی پائے جاتے ہیں اور محوری گردش بھی ۔ مرکزہ کے گرد الیکٹران معیّن مداروں میں بھی گردش کرتے ہیں ۔پھر اشعاع بھی لہروں کی خاصیات رکھتی ہے ۔ نظامہائے فلکی میں بھی محوری اور مداری گردش کے نظارے موجود ہیں نہ صرف نظام شمسی اور اس قسم کے دوسرے نظاموں میں اگرچہ وہ ہمارے مشاہدہ میں نہ آسکے ہوں ۔ستیارے کسی سورج کے گرد چکّر لگاتے ہیں ۔بلکہ خود سورج اپنے تمام نظام کے ساتھ ایک اور بڑے دائرہ میں چکّر لگا رہا ہے ۔اسی طرح کہکشانی نظام اور اس جیسے دوسرے نظام جس میں ہمارے سورج جیسے کھربوں ستارے ہیں گردش میں مصروف ہیں ۔ زمین پر محوری گردش کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے شب و روز کا سلسلہ قائم کر کے اور مداری گردش سے موسموں کے تغیرات کا تسلسل پیدا کر کے جاندار مخلوق کی عادات و خصائل اور طبعی ضروریات میں دَوری کیفیت پیدا کر دی ہے ۔خود زندگی کی لہر تنفس

اور دَورانِ خون کے تسلسل کا دوسرا نام ہے ۔ ایٹموں کی ترتیب و ترکیب نامیاتی اور غیر نامیاتی سالموں میں بھی ایک تسلسل اور تکرار کی آئینہ دار ہے ۔ ایٹم اپنی ذات میں ایک قدرتی ترتیب و تقسیم رکھتے ہیں ۔ جنہیں ادوار کا نام دیا جاتا ہے ۔ جاندار اجسام کی بنیادی اینٹ یعنی خلیہ (CELL) بھی اپنے خواص میں لہری اور دَوری کیفیت ظاہر کرتا ہے نفسیاتی اور جذباتی تقاضے بھی مدوجزر کی کیفیت رکھتے ہیں ۔ اور جنسی زندگی بھی لہر کی کیفیت رکھتی ہے ۔ اسی نہج پر روحانی قبض و بسط کے اسرار و غوامض بھی واقع ہیں ۔ زمین پر ارتقائی ادوار کے علاوہ بعض ایسے دَور بھی کئی بار آتے ہیں ۔ کہ اس سے قبل کی تمام جاندار مخلوق کا نام و نشان تک مٹ گیا ۔ جیسا کہ تاریخ طبقات الارض کے شواہد سے برفانی دَوروں کا وجود ظاہر کرتا ہے ۔ ایسے ادوار دراصل اُن غیر معمولی آفاقی اور ارضی تغیرات کے مجموعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں جن کے سمجھنے کے لئے بہت کچھ غور و فکر کی ضرورت ہے ۔ بہرحال اتنی بات تو قریب الفہم ہے کہ اجرام سماوی کے اثرات میں جو پے در پے لہروں کی کیفیت ہے ۔ اور یہ کیفیت بڑے پیمانہ پر عالم کبیر کے اجرام کی ظاہری گردشوں میں بھی پائی جاتی ہے ۔ تو لہروں کی اس خاصیت کے اعتبار سے کہ مختلف لہریں ایک دوسرے پر اثر انداز ہو کر مزید پیچیدہ شکل کی لہریں پیدا کر دیتی ہیں ۔ بعض ایسے اثرات بھی اجرام سماوی پر نظر آتے ہیں جو مجرد دوری کیفیت بھی رکھتے ہیں اور ان میں ادواری پیچیدگی بھی پائی جاتی ہے ۔ پھر اجرام سماوی کے اثرات میں یہ فرق کرنا مشکل ہے کہ یہ اثرات کس کس ستارے کی وجہ سے مخصوص نتائج کے حامل ہوتے ہیں ۔ اس میں شک نہیں کہ غالب حصہ فلکی اثرات کا سورج کے اشعاع کی وجہ سے ہے کیونکہ یہ ستارہ زمین سے قریب ترین ہے اور اسی کے گرد زمین چکر لگاتی ہے ۔ تاہم دوسرے ستاروں کے اثرات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ۔ البتہ بعض ظاہری دَوری کیفیات سورج ہی کے وجود سے متعلق ہیں اور ان کا ذکر اس جگہ ضروری معلوم ہوتا ہے ۔ ان دوری کیفیات کا تعلق ان دھبوں سے ہے جو سطح سورج پر مشاہدہ کئے جاتے ہیں اور جن کی کمی بیشی کے ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کمی بیشی ایک دَوری کیفیت رکھتی ہے ۔ اور اسی دَوری کیفیت کے باعث بعض عظیم الشان انقلابات وقوع پذیر ہوتے ہیں ۔ قرآن مجید میں حضرت

سورج کے دھبوں کے اثرات

یوسف علیہ السلام کے واقعہ کے دوران میں سات سال قحط سالی اور سات سال خوشحالی کے مذکور ہیں ۔ اسی نوع کے تغیرات سورج کے دھبوں کی کمی بیشی سے بھی متعلق ہیں ۔ سورج کے ان دھبوں کی کمی بیشی کا ایک گیارہ سالہ دَور بھی مشاہدہ میں آیا ہے سورج کے یہ دھبے دراصل سورج کی سطح پر طوفان واقع ہوتے ہیں ۔ جن میں بگولے کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے ۔ اور اس طرح طوفان کے مرکز میں عمیق گڑھا پیدا ہو جاتا ہے ۔ ارد گرد کے زیادہ روشن حصہ کی وجہ سے یہ گڑھا سیاہ نظر آتا ہے اور دھبے کے طور پر معلوم دیتا ہے ۔ ان عظیم الشان طوفانوں کے نتیجہ میں معمول سے زائد توانائی کا اشعاع ہوتا ہے ۔ توانائی کی یہ مقدار درحقیقت سورج کے مجموعی اشعاع کے مقابل بہت کم ہوتی ، مگر اس تھوڑی سی زیادتی سے زمین کے حالات خاص طور پر متاثر ہوتے ہیں ۔ ایک واضح اثر ان طوفانوں کا موسم پر پڑتا ہے جس سے سمندری طوفانوں ، ہواؤں اور بارشوں کا ایک سلسلہ متاثر ہوتا ہے ۔ جو بالآخر فصلوں کی کمی بیشی اور سردی گرمی کے مدوجزر پر پہنچ کر ختم ہوتا ہے ۔ اسی امر کے تسلسل میں اقتصادی اور سیاسی بحرانوں

کا وجود بھی قیاس کیا جا سکتا ہے۔

مشہور برطانوی ہیئت دان سر جیمز جینز (سر جینز JAMES JEANS) اپنی کتاب "تھرو سپیس اینڈ ٹائم" (THROUGH SPACE AND TIME) میں ان طوفانوں کا ذکر کرکے لکھتے ہیں کہ ان کا گیارہ سالہ دور ۱۹۰۶، 1917، اور ۱۹۲۸ء میں مشاہدہ کیا جا چکا ہے "اور ۱۹۳۹ء میں پھر متوقع ہے"۔ ان طوفانوں سے گیسیں بھی بے تحاشا رفتار سے خارج ہوتی ہیں اور انہی کے ساتھ ایٹم اور ان کے اجزا بھی زمین کی فضا میں ان کی وجہ سے اُرورہ (AURORA BOREALIS) کا نظارہ ظہور پذیر ہوتا ہے۔ ارضی فضا کے بالائی حصہ کی برقی خاصیات بھی انہی مظاہر کی وجہ سے برقرار معلوم دیتی ہیں۔ اسٹریلوی ہیئت دان سر ولیم ہرشگی نے انیسویں صدی کے شروع میں لکھا ہے کہ ۱۶۵۰ء سے ۱۷۱۳ء تک کے ریکارڈوں سے پتہ چلتا ہے کہ فصلوں کی کمی سورج کے دھبوں کے سب سے کم تعداد میں ظاہر ہونے والے سالوں سے تعلق رکھتی تھی۔

ڈاکٹر میلڈرم ڈائرکٹر رصدگاہ ماریشس کی تحقیق کے مطابق بحر ہند اور جزائر غرب الہند کے علاقہ میں سمندری طوفانوں کی کثرت سورج کے دھبوں کی زیادتی سے مشروط ہوتی ہے اور اسی زیادتی کے نتیجہ میں بارشیں بھی کثرت سے ہوتی ہیں۔

کرنل سی۔ اے۔ گل برٹش میڈیکل جرنل مورخہ ۲ مارچ ۱۹۳۶ء میں لکھتے ہیں کہ ۱۸۰۰ء کے بعد ملیریا کی وباؤں کا پھیلنا ان سالوں سے تعلق رکھتا ہے جب کہ سورج کے دھبے نسبتاً بہت کم ظاہر ہوئے تھے۔ مشرقی افریقہ میں زرد بخار کے بارہ میں بھی ۱۸۰۰ء سے اسی قسم کا مشاہدہ کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر کانیئرز مابیل برٹش میڈیکل جرنل مورخہ ۷ مارچ ۱۹۳۶ء میں سورج کے دھبوں سے اسی قسم کا تعلق دوسری وباؤں سے بھی ظاہر کرتے ہیں۔ خصوصاً خناق DIPHTHERIA ٹائیفس بخار TYPHUS - شدید پیچش DYSENTRY روس اور ڈنمارک میں اور پلیگ ہندوستان میں۔ سر جیمز جینز کی مذکورہ بالا کتاب میں یہ بھی لکھا ہے:-

"درختوں کے تنے کی کٹائی کے بغور مطالعہ سے اکثر ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں ظاہر ہونے والے دائرے آہستہ آہستہ گیارہ سالہ دور میں موٹائی میں ترقی کرتے جاتے ہیں اور یہ دور سورج کے دھبوں کے دور سے عین مطابقت رکھتا ہے۔ سب سے موٹے دائرے ان سالوں میں تشکیل پائے تھے جب کہ سورج کے دھبے سب سے زیادہ ظاہر ہوئے تھے اور ہم یہ نتیجہ فوراً اخذ کرتے ہیں کہ سورج کے دھبوں کی بہتات کا درختوں کے نشوونما کے کمال سے چولی دامن کا ساتھ ہے اور ایسا ہی مرطوب موسم گرما سے بھی"۔

سورج کے دھبوں سے مقناطیسی طوفان بھی تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان کے وجود کا زمین پر اثر برقی رسل و رسائل میں شدید رکاوٹوں کے ذریعہ ظاہر ہوتا ہے۔ ریڈیو پیغامات موصول کرنے پر بھی ان مقناطیسی طوفانوں کا اثر پڑتا ہے۔

مسئلہ ارتقا اور اشعاع

اشعاع حیات کے قیام و بقاء کا باعث تو ہے۔ مگر کیا اس کا حیوانی ارتقا میں بھی دخل عمل ہے؟ اس سوال کا جواب علم الحیات کے چند بنیادی امور پر غور کرنے سے ملتا ہے۔ اشعاع کی بنیاد کے ضمن میں ایٹم کے حیرت انگیز نظام کا کچھ ذکر کیا گیا تھا کچھ اسی قسم کا عجیب و غریب امر حیواتی مادۂ حیات کا بھی ہے۔ ایک حقیر سے قطرۂ سیال میں بے شمار

فردوسِ گُم گشتہ

گوتم بدھؑ کی تعلیم اشوک کے کتبوں میں

(مکرم شیخ عبدالقادر صاحب لائلپوری از لاہور)

گوتم بدھ نے فرمایا تھا کہ میرے بعد یکے بعد دیگرے پانچ چیزیں گم ہوں گی۔ اُن میں سے ایک اس کی تعلیم کا گُم ہونا ہے۔ چنانچہ بدھ کہتے ہیں کہ :-

"ایک وقت بدھ راجہ اعلان کریگا کہ جسے بدھ کی چار سطریں یاد ہوں، وہ ہاتھی پر لدے ہوئے سونے کے ڈبے میں بند ایک ہزار روپیہ حاصل کرلے مگر شہر میں تین چار مرتبہ منادی کے باوجود بھی کوئی بدھ یہ انعام حاصل نہ کرسکے گا۔"

تعلیم کے گم ہوجانے کی وجہ سے یہ ہمالیہ جیسی بلند شخصیت عقیدت اور مبالغے کے کہرے میں اس طرح ڈھک گئی ہے کہ اس کے خط و خال صاف دکھائی نہیں دیتے۔

بُدھ مذہب کی کُتب

موجودہ زمانہ میں شریعتِ بدھ کے تین حصے سمجھے جاتے ہیں :-

اوّل :- "ونیہ پتاکا"

دوم :- "ستا پتاکا"

سوئم :- "ابھی دھمہ پتاکا"

ان تینوں حصوں کو مذہبی اصطلاح میں "تی پتاکا" یا "تری پٹک" یعنی تین ٹوکرے کہا جاتا ہے۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ بدھ نے اپنے پیچھے کوئی تحریری ریکارڈ نہیں چھوڑا :-

"گوتم بدھ کے زمانے میں عام طور سے کتابیں لکھی نہیں جاتی تھیں۔ اہم مذہبی تعلیمات جامع اور مانع الفاظ میں نظم کرکے یاد کرادی جاتی تھیں۔ اور انہیں سوتر کہتے تھے۔ ان کا حفظ کرنا بہت ہی مقدس فریضہ سمجھا جاتا تھا۔ اسلئے تقریباً تین سو برس کی مدت تک بدھ کی تعلیمات کو ضبطِ تحریر میں لانے کی ضرورت نہ سمجھی گئی۔ شہنشاہ اشوک کے زمانے میں اس کے سنہ جلوس کے اٹھارھویں سال ایک کونسل (۲۵۲ ق م) ہوئی۔ اس نے پہلی بار ان معتقدات کو کتابی شکل دینا طے کیا۔ یہ کتابیں "تری پٹک" کے نام سے موسوم کی گئیں۔ اور وہ اس وقت کی عام بہاری زبان "پالی" میں لکھی گئیں۔ وہ اصلی تری پٹک جو پٹنہ میں تیار

ہوئیں معدوم ہیں۔ لیکن ان کی ایک نقل
میندرے کو لنکا گیا۔ اس نے ان کا ترجمہ
وہاں کی زبان سنگالی میں کیا چنانچہ پانچویں
صدی عیسوی تک یعنی تقریباً سات سو
برس تک یہ مقدس کتابیں سنگالی زبان
میں رہیں۔ اور پالی کی اصلی تری پٹک
معدوم ہو گئی۔ سنہ ۴۳۲ء میں بدھ گھوش
نامی گیا کا رہنے والا ایک راہب لنکا
گیا اور اس نے سنگالی زبان سے ان مقدس
کتابوں کو پھر پالی میں ترجمہ کیا....
اس سے ظاہر ہے کہ بدھ کے زمانہ
کی کوئی تحریر ہمارے پاس موجود نہیں۔
جو کچھ ہم تک پہنچا ہے وہ ان تری پٹک
کا ترجمہ در ترجمہ ہے۔"[۵]

چونکہ وہ زبان جس میں بدھ نے کلام کیا ہم تک نہیں
پہنچی اسلئے بدھوں کو بھی اس امر کا اقرار ہے کہ بدھ
کے اصل الفاظ ہمارے پاس محفوظ نہیں ہیں تاہم روایات
کے ذریعہ بدھ کی تعلیم کو محفوظ کرنے کی امکان بھر کوشش
کی گئی۔ یہ زبانی روایات بہت جلد محرف و مبدل ہو گئیں۔
ان کی تصحیح کے لئے وقتاً فوقتاً کونسلیں منعقد ہوئیں جن
میں بعض ممبروں نے بعض کتابوں کے مستند ہونے سے
انکار کیا اور دوسرے نسخوں کے سند ماننے پر زور دیا۔
بدھوں کا مختلف فرقوں میں تقسیم ہو جانا اور الگ الگ
نسخے تجویز کر لینا اس امر کی بین دلیل ہے کہ ان کی بنیادی
تعلیم محفوظ نہیں ہے۔ موجودہ کتابوں سے اس امر کی تعیین
کہ یہ بدھ کی تعلیم ہے یا بعد میں آنے والے لوگوں کے
عقائد، ناممکن نہیں تو ایک مشکل کام ضرور ہے۔ بدھ فرقوں
میں بنائے فساد و اختلاف پالی زبان ہے جس میں انکے
صحیفے ضبط کئے گئے۔ اس زبان کے قواعد اس قدر مہمل ہیں کہ
ہر ایک عالم اپنے خیال کے مطابق اسے ڈھال سکتا ہے۔
بدھ تعلیمات کی تعیین، تصحیح اور حفاظت کے لئے ان کے
فیصلوں کے مطابق ان نسخوں میں کمی بیشی ہوتی رہی بعض علماء
کا خیال ہے کہ پہلی تین کونسلوں کے وقت اگرچہ رسم الخط
موجود تھا۔ مگر کتابوں کی تحریر کا کام اس سے بہت کم لیا گیا۔
موجودہ کتابوں کی تحریر کا کام بدھ کے ایک عرصۂ دراز
بعد کیا گیا۔ "پتاکا" یعنی بدھ مذہب کے تین صحیفے اپنی
موجودہ زبان اور اپنی موجودہ شکل میں راجہ اشوک کے
زمانہ میں بھی لکھے ہوئے موجود نہ تھے۔ کیونکہ وہ زبان جس
میں یہ آجکل پائی جاتی ہیں اس وقت مکمل نہ ہوئی تھی کیتھ
کہتا ہے کہ اشوک کے دو سو سال بعد "متا پتاکا" کتابت
میں آئی۔ بلکہ اس کا ایک حصہ دوسری صدی مسیحی میں تکمیل پذیر
ہوا۔[۶] مزید ثبوت یہ ہے کہ اشوک کے ایک کتبہ میں بدھ
مذہب کے صحائف کا ذکر ہے لیکن اس نام کے صحیفے اب
ناپید ہیں۔ موجودہ تری پٹک میں اشوک کی دی ہوئی
فہرست سے کہیں زیادہ کتابیں شامل ہیں۔ جس سے معلوم
ہوتا ہے اشوک کے زمانہ کی کتب پر بہت زیادہ ترمیم و
اضافہ ہو چکا ہے۔ پھر ان کتابوں کی تعلیمات اور اشوک
کے کتبوں کی تعلیمات میں بنیادی فرق ہے۔ جس سے معلوم
ہوتا ہے کہ اشوک کے زمانہ کی کتابیں اب ناپید ہیں۔
موجودہ کتابیں ترجمہ در ترجمہ، در ترجمہ کا نتیجہ ہیں اور الحاقات
سے ان کا دامن مبرا نہیں ہے۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا
میں بدھ مذہب پر جو مقالہ دیا گیا ہے اس میں تسلیم کیا گیا ہے

[۵] "گوتم بدھ"۔ ڈاکٹر محمد حفیظ سید ایم۔اے۔ پی ایچ ڈی ڈی لٹ صفحہ ۷۳، ۷۴، ۱۰۸ +

[۶] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو میثاق النبیین حصہ دوم بحوالہ اکاتھ بدھسٹ فلاسفی ص۱۳۱ و ص۳۲ +

کہ رُوح کا انکار اور اسی طرح بعض دوسری باتیں اصل حصہ پر بعد کا اضافہ ہیں۔۔

بُدھ فرقے اور عقائد

بُدھ مذہب کے اصولاً بڑے فرقے صرف دو ہیں جنہیں مہایان اور ہنیان کہتے ہیں۔ ہنیان تو قدیمی بدھ بُدھ مذہب کے ماننے والے ہیں جو لنکا اور برما میں پائے جاتے ہیں اور جو رُوح کے قائل نہیں اور خدا کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ بدھ نے کچھ نہیں کہا اور ہمیں اس کے وجود اور عدم وجود سے کوئی سروکار نہیں۔ بلکہ عام طور پر خدا اور وحی و الہام کے یہ لوگ منکر ہیں۔ مہایان "بدھ ستو" پر یقین رکھتے ہیں۔ ان لوگوں کے خیال میں بدھ کا مادی جسم نہ تھا۔ وہ بدھ کو مافوق الانسان شخصیت سمجھتے ہیں۔ ان کا اعتقاد ہے کہ ساکیہ منی کبھی دنیا میں مجسم نہیں ہوا تھا۔ بلکہ اس نے اپنا اوتار اور ظلّ دُنیا میں ڈالا۔ بدھ خود ہی خدا ہے۔ بلکہ دائمی اور ازلی خدا۔ یہ لوگ بدھ اور دیوتاؤں کی مورتیوں کی پوجا کرتے ہیں۔ جنتر منتر پر یقین رکھتے ہیں۔ گوتم کے متعلق یہ سمجھتے ہیں کہ وہ انسان کے بیٹے نہ تھے۔ وہ خود سے ایک سپید ہاتھی کی صورت میں اپنی ماں کے پیٹ میں منتقل ہو گئے۔ جب وہ پیدا ہوئے تو زمین و آسمان نے ان کو سجدہ کیا۔ اور ان کی ماں پیدائش سے آٹھویں دن آسمان پہ اٹھائی گئیں۔[1]

گوتم بدھ کے متعلق خود اس کے پیروکار اور محققین یہ یہ دعویٰ رکھتے ہیں کہ خدا کے وجود کے بارے میں گوتم ہمیشہ خاموش رہتا تھا۔ بلکہ وہ خدا کے وجود کو اپنی تعلیم میں یکسر نظر انداز کر دیتا تھا۔ اس نے اسی بنیاد پر دُنیا کو تعلیم دی کہ انسان خدا اور دیوتاؤں کے بغیر اسی زندگی میں نجات حاصل کر سکتا ہے۔ وہ رُوح کا قائل نہیں تھا۔ اس کے ہاں عالمِ آخرت کی سزا یا جزا کوئی چیز نہیں۔ نہ اس کے ہاں جنت کا وعدہ ہے نہ جہنم کا وعید۔

اس کے نزدیک پاک زندگی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ اور یہی نروان یا نجات ہے۔ نیکی اپنا صلہ خود ہے۔ اور پاک زندگی ہدایت کا اعلیٰ اور آخری مقصد ہے۔ اگر نہ زندگی میں نروان حاصل نہ ہوا تو کرم یا اعمال کی رو سے وہ نئے جنم لے گا۔ یہاں تک کہ تزکیہ نفس کامل ہو اور نروان حاصل ہو جائے۔ یہ دُنیا سراسر مایہ اور دھوکہ ہے۔ انسان کی تمام امنگوں کا مآل نیستی ہے۔

آثارِ قدیمہ کی شہادت

بُدھ مذہب کی تعلیمات کی اس رنگا رنگی میں ایک جویائے حق کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ موجود الوقت بدھ لٹریچر کی فلسفیانہ موشگافیوں سے قطع نظر آثار قدیمہ کی اُن شہادتوں پر نظر کرے۔ جو کہ بدھ مذہب کی قدیم ترین شکل و صورت سے ہمیں روشناس کرتی ہیں۔ اس سلسلہ میں پہلی کوشش جسے ایک "کامیاب کوشش" کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ فرانسیسی محقق ڈاکٹر "گستاؤلی بان" نے کی ہے۔ وہ اپنی کتاب "تمدن ہند" میں رقمطراز ہیں:۔

> "چند ہی سال قبل ازیں جبکہ بدھ مذہب کے وجود کی اطلاع یورپ میں اس مذہب کی کتب فلسفہ کے ذریعہ سے ہوئی۔ (ان کتابوں کا زمانہ شاکیا منی سے اقلاً چھ سو سال بعد کا ہے) تو اس وقت سخت تعجب ہوا کہ ایسا بھی ایک مذہب ہے کہ جسکے پیرو پچاس کروڑ انسان ہیں۔ اور اسی کے ساتھ اس میں خدا کے وجود سے انکار ہے۔

---

[1] گوتم بدھ۔ از ڈاکٹر حفیظ سید صفحہ ۱۱۲-۱۲۳ و میثاق النبیین حصہ دوم صفحہ ۱۱-۱۲ از مولوی عبدالحق ودیارتھی +

غرض کہاں تک لکھا جائے۔ اشوک اہلِ مذاہب کی طرح بار بار یہی پیغام دیتا ہے کہ دُنیا کی زندگی کے بعد ایک دوسری زندگی شروع ہوگی۔ جو کہ آئندہ جہان سے تعلق رکھتی ہے۔ جہاں نیک اعمال بجا لانے والے سورگ میں ہوں گے۔ وہ زندگی کا مقصد اسی فلاح کو قرار دیتا ہے جو آخرت میں نیک انسانوں کو حاصل ہوگی۔ وہ رُوح کو غیر فانی مانتا ہے اور جنّت کی نعماء کو غیر منقطع۔ وہ بعض جگہ آئندہ جہان کے روحانی مناظر کا نقشہ بھی پیش کرتا ہے۔ اور یوں لوگوں کو اپنی آئندہ زندگیوں میں روحانی انقلاب لانے کے لئے آمادہ کرتا ہے۔ وہ دُنیا کو مزرعۃ الآخرت سمجھتا ہے۔ ڈاکٹر مکرجی ایم۔اے اپنی کتاب "اشوکا" میں لکھتے ہیں :۔

"اشوک کے مذہب میں سے ایک عقیدہ آخرت (پرلوک) کے بارہ میں تھا۔ جس کا بار بار اس کے کتبوں میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا اِس بات پر بھی اعتقاد تھا کہ آئندہ جہان میں سورگا یا خوشی و طمانیت اس دُنیا میں "دھرما" پر عمل کرنے کے باعث ہی ہو سکتی ہے[۵] وہ بہشت کو ابدی خیال کرتا تھا اور رُوح کو غیر فانی (چنانچہ وہ گیارھویں چٹانی فرمان میں اس امر کو "اَنَنتم پُونم پراسادتی" یعنی غیر منقطع روحانی انعام کے الفاظ میں بیان کرتا ہے) اشوک کی بیان کردہ قدروں کے مطابق وہ آئندہ جہان کو انتہائی نقطۂ عروج اور زندگی کا مقصد سمجھتا تھا (چنانچہ وہ تیرھویں چٹانی فرمان میں کہتا ہے کہ نیک زندگی کا آئندہ جہان میں بلاشبہ بہت بڑا پھل ملے گا۔ وہ صاف صاف بیان کرتا ہے کہ اس کی تمام تر کوششیں آخرت کے لئے ہیں......

اشوک چونکہ سورگ پر اعتقاد رکھتا تھا اسلئے وہ چٹانی کتبۂ چہارم میں موت کے بعد ملنے والی روحانی نعماء کا نقشہ کھینچتا ہے اور یوں وہ لوگوں کو نیکی کی ترغیب دیتا ہے۔" (ص۲۷)

گناہوں کی معافی ریاضت کے ذریعہ ہوگی نہ کہ تناسخ سے

اشوک یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ عبادات اور روحانی مجاہدات کے ذریعہ گناہ مٹ سکتے ہیں۔ اس کے ہاں نہ تناسخ کا ذکر ہے اور نہ نِروان کا۔ یعنی تناسخ کے چکّر میں سے گزر کر نِروان حاصل کرنے کا بدھ فلسفہ ہمیں اسکے ہاں نہیں ملتا۔ ڈاکٹر مکرجی لکھتے ہیں :۔

"اشوک اپنے ستونی فرمانِ چہارم میں گناہوں کی بخشش کے متعلق اپنے عقیدہ کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے جیسا کہ وہ بیان کرتا ہے کہ ایسے مجرم جن کو موت کی سزا دی جا چکی ہو وہ بھی روزے رکھ کر اور خیرات دیکر اگلی دُنیا میں خوشی و مسرّت حاصل کر سکتے ہیں۔" (اشوکا ص۲۷)

اشوک کے جس کتبہ کا حوالہ دیا گیا ہے اس کتبہ کے الفاظ یہ ہیں :۔

---

[۵] ملاحظہ ہوں مندرجہ ذیل کتبات :۔
۱۔ کلنگا کا چٹانی فرمان نمبر ا۔
۲۔ ستونی فرمان نمبر ۱، ۴، ۷۔
۳۔ چودہ سنگی فرامین نمبر ۶، ۹، ۱۰، ۱۳۔

فلسفی خیالات کو بدھ مذہب کہنا اسی قدر
غلط ہوگا جیسے بعض اُپنشدوں کے مضامین پر
برہمنی مذہب کا اطلاق کرنا۔" (ص۲۶۷)

آگے لکھتے ہیں کہ تین چار ہزار سال کے بعد جس طرح ڈارون اور ہربرٹ اسپنسر کی کتابوں سے استدلال کہ اُنیسویں صدی کے عیسائیوں کے مذہبی اعتقادات الحادی تھے غلط ہوگا۔ اس طرح بدھ مذہب کو بعد کی فلسفیانہ کتابوں کے آئینہ میں دیکھنے کی کوشش حقیقت پسندی کے خلاف ہے۔ اسی سلسلہ میں اپنا ذاتی تجربہ یوں بیان کرتے ہیں:۔

"ہندوستان میں تھوڑے سے ہی دنوں رہنے
اور ہندوؤں کو دیکھنے بھالنے کے بعد معلوم
ہو جاتا ہے کہ یہ کبھی ایسے مذہب کے پابند
نہیں ہو سکتے جس میں خدا نہ ہو۔ ہندو اور
الحاد! ان کی تو ساری دنیا دیوتاؤں سے
بھری ہوئی ہے۔" (ص۲۶۷)

ڈاکٹر لی بان کی اس کوشش کو میں نے "ناکامیاب کوشش" اسلئے قرار دیا ہے کہ انہوں نے بدھ مذہب کی عملی تعلیمات کا اُن آثار قدیمہ سے مطالعہ کیا جو گوتم بدھ کے سینکڑوں سال بعد پیدا ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ:۔

"ان آثار سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ
مذہب بدھ کا بانی جو خدا کا قائل نہ تھا خود
خدا بن گیا۔ اور جہاں اس کی مورت کا
مندروں میں وجود ہی نہیں تھا وہ بالآخر
کل مندروں میں پہنچ گیا۔ پہلے تو وہ برہمنی
دیوتاؤں میں ملا جلا لیکن ان سے چڑھا بڑھا
رہا۔ اس کے بعد برہمنی دیوتے اس پر غالب
ہوئے اور بالآخر اسے نکال باہر کیا۔" (ص۲۷۲)

ڈاکٹر لیبان بتانا یہ چاہتے ہیں کہ بدھ مذہب کس طرح برہمنی مذہب میں ضم ہو گیا۔ ان کی تحقیق کا یہ حصہ حقیقت پسندانہ ہے اور قابلِ قدر۔ آثار ہند سے یہی ثابت ہے کہ پہلے تو برہمنی اور بدھ مذہب آپس میں شیر و شکر ہوئے۔ آہستہ آہستہ برہمنی دیوتا غالب آ گئے اور یوں بدھ مذہب ہندوستان سے معدوم ہو گیا۔ جبراً نکالا نہیں گیا۔ بلکہ "گوشت خور پودوں" کی طرح برہمنی دیوتاؤں نے بدھ مذہب کو اپنے اندر جذب کر کے فنا کر دیا۔

لیکن ان کا یہ خیال کہ گوتم بدھ خدا کو نہیں مانتا تھا اور ایک ناستک تعلیم کا بانی تھا قابلِ قبول نہیں۔

اشوک کے کتبوں کی شہادت

اگر اشوک کے کتبوں کا بغور مطالعہ کیا جائے تو گوتم بدھ کے متعلق یہ نظریہ غلط ثابت ہو جاتا ہے۔ بدھ مذہب کی حقیقی اور اصل تعلیمات کیا تھیں؟ اس کے لئے سب سے پرانا ریکارڈ ہمارے پاس اشوک کے کتبے ہیں جو کہ بدھ کی وفات سے دو سو پچیس سال بعد کے زمانہ سے شروع ہوتے ہیں[1]۔ اتنے قریبی زمانہ سے تعلق رکھنے والا کوئی بدھ ریکارڈ سوائے ان کتبوں کے ہمارے پاس نہیں ہے۔ اشوک کے زمانہ میں جو بدھ مذہب کے صحائف ترتیب دیئے گئے تھے جن کی ایک فہرست اپنے ایک کتبہ میں بھی اس نے درج کی ہے اب ناپید ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان صحیفوں کا ایک حصہ بدھ لٹریچر میں شامل ہو۔ لیکن ترمیم و اضافہ اتنا ہو چکا ہے کہ اس حصہ کی تعیین ناممکن ہے۔

بایں صورت اشوک کے کتبے ہی گوتم بدھ کی تعلیمات کے لئے آخری سند سمجھے جائیں گے۔

---

[1] اشوک کا زمانہ ۲۶۴ ق م سے لیکر ۲۲۸ ق م تھا۔ بدھ کی وفات ۴۸۳ قبل مسیح میں ہوئی۔

اشوک کے زمانہ میں بدھ مذہب کی تعلیمات پر ہندو فلسفہ کا رنگ ابھی نہیں چڑھا تھا[1] اس لحاظ سے بھی بدھ کا حقیقی پیغام اِن کتبات ہی میں ہمیں مل سکتا ہے کیونکہ یہ کتبات ایک محفوظ سرمایہ ہیں اور قدیم ترین ریکارڈ۔ یہ کتبے جو کہ تعداد میں پینتیس ۳۵ اور پانچ ہزار الفاظ پر مشتمل ہیں، اشوک کی حکومت کے تیرھویں سال سے شروع ہوتے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اپنی حکومت کے گیارھویں سال میں اس نے بدھ مذہب اختیار کیا یعنی کالنگ کی لڑائی کی خونریزی کے اثر سے اس نے پچھلا مذہب ترک کیا اور بدھ ہو گیا۔ گو بعض مؤرخ اس سے بھی پہلے کا زمانہ تجویز کرتے ہیں۔ جس کے ثبوت میں نمبر ۱۳ سنگی کتبہ پیش کیا جاتا ہے۔ جس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ وہ فتح سے پہلے بدھ ہو گیا تھا۔ البتہ اِس مذہب کی اتباع میں اوّل اوّل اس کے یہاں وہ جوش و خروش نہیں پیدا ہوا تھا جو اس خونریزی سے دل برداشتہ ہو کر بعد میں دکھائی دیتا ہے۔

ڈاکٹر محمد حفیظ ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ اپنی کتاب اشوکِ اعظم میں رقمطراز ہیں:۔

"موجودہ تحقیق یہ ثابت کرتی ہے۔ کہ جہاں تک اس کے ذاتی اعتقادات کا تعلق ہے وہ یقینی بدھ مذہب کا پیرو تھا۔ وہ چھوٹے سنگی کتبہ ۱ میں اپنے بدھ ہونے کا صاف صاف اقرار کرتا ہے۔ وہ ماسکی اور روپ ناتھ کے کتبوں میں اپنے آپ کو ساکیا اور بدھ ساکیا لکھتا ہے۔ پھر بھبرو والے کتبے میں بدھ سنگھ (جماعت) کو اس مذہب کے مخصوص اعمال بتاتا ہے۔ انہیں آپس کے جھگڑوں سے روکتا ہے۔ اور بدھ تثلیث (یعنی ماں باپ کی تابعداری، جانداروں کی جان کی عزت اور صدق گوئی) میں اپنے اعتقاد کا اظہار کرتا ہے۔ سانچی، سارناتھ اور کوسنبھی کی لاٹھوں میں وہ اپنے آپ کو بدھ مذہب کا محافظ کہتا ہے۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اشوک اپنی تاجپوشی کے بارھویں سال اس مقام کی زیارت کو گیا۔ جہاں مہاتما بدھ پیدا ہوئے۔ وہاں اس نے ایک پتھر کا کٹہرا بنوایا اور ایک لاٹ کھڑی کی۔" (ص ۴۲)

یہی نہیں بلکہ اشوک ان بدھوں میں بھی اعتقاد رکھتا نظر آتا ہے جو گوتم بدھ سے قبل مبعوث ہوئے۔ چنانچہ کنکان بدھ کے استوپ کو اس نے اپنی تاجپوشی کے چودھویں سال میں بڑھایا۔ وہ اپنے ایک کتبہ میں بدھ مذہب سے اپنی گہری عقیدت کا اظہار بایں الفاظ کرتا ہے۔

"محترم بزرگو! بدھ دھرم اور سنگھ سے جو میری عقیدت ہے اس سے آپ بخوبی واقف ہیں۔ محترم بزرگو! مقدس بدھ نے جو کچھ ارشاد کیا ہے وہ بجا ارشاد فرمایا ہے۔ مگر محترم حضرات! ان میں سے جو باتیں جلیل دھرم کے قیام کے لئے میں نے انتخاب کی ہیں انکا اعلان مناسب معلوم ہوتا ہے۔ محترم بزرگو! وہ (باتیں) دھرم کی مندرجہ ذیل کتابوں میں محفوظ کر دی گئی ہیں۔"

[1] تمدن ہند ص ۲۵۵

اسی طرح چھوٹے سنگی کتبہ میں اشوک اپنے راہب
بننے کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہے:۔

"اڑھائی سال سے زیادہ عرصے تک
جبکہ میں ایک اپاسک (مبتدی بدھ راہب)
رہا ہوں۔ میں نے مذہبی معاملات میں پورے
جوش و انہماک سے کام نہیں لیا۔ پھر بھی اب
جبکہ میں ایک سال سے سنگھ میں ہوں میں
نے پورے جوش و خروش سے کام کیا ہے۔"

اشوک کے مبلغین نے جو کہ اندرونِ ملک اور دور دور
کے غیر ممالک میں پھیلا دیئے گئے لاکھوں انسانوں کو بدھ
مذہب میں داخل کیا۔ ان مبلغین کی کوشش سے جیسا کہ
بدھ لٹریچر سے ثابت ہے ایک کروڑ کے قریب بدھ آبادی
بڑھ گئی۔

بدھ کے ماننے والوں کی نظر میں اشوک کا مرتبہ
مہاتما بدھ سے کچھ ہی کم ہے۔ اشوک کی پہلی بیوی دیوی
نامی تھی۔ وہ مہاتما بدھ کے خاندان سے تھی۔ اسکی تربیت
کا یہ اثر تھا کہ ان کا لڑکا مہیندر بیس برس کے سن میں
ولی عہدی سے دست بردار ہو کر باقاعدہ سنگ میں شریک
ہو گیا اور ان کی لڑکی نے بھی بھائی کے نقشِ قدم پر اپنے
آپ کو بدھ مذہب کی خدمت کے لئے وقف کر دیا۔

ان حقائق سے یہ امر روزِ روشن کی طرح ثابت ہے
کہ بدھ مذہب کی حقیقی تعلیمات سے مطلع ہونے کے لئے
اشوک کے کتبوں سے بڑھ کر کوئی ریکارڈ مستند تسلیم نہیں
کیا جا سکتا۔ "اس شہنشاہِ روشن ضمیر نے بدھ کی بنیادی
تعلیمات کو بقائے دوام کا جامہ لاٹھوں، پہاڑیوں،
پتھروں اور غاروں کی دیواروں پر کندہ کرا کے اس طرح
دے دیا ہے کہ امتدادِ زمانہ کا سخت ہاتھ بھی انہیں کلیۃً
فنا نہ کر سکا۔ اور آج بھی وہ زبانِ حال سے پکار پکار کر
کہہ رہے ہیں کہ ؎
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما"

اشوک کا دھرم

اشوک کے کتبوں کے سرسری مطالعہ سے ہی معلوم ہو جاتا ہے
کہ گوتم بدھ کی تعلیم دوسرے مذاہب سے بنیادی طور پر
کوئی مختلف تعلیم نہ تھی۔ مذاہب عالم کی اصولی تعلیمات
مشترک ہیں۔ بدھ مذہب بھی اپنی تعلیمات کی وجہ سے
انہی مذاہب کا ایک رکن نظر آتا ہے۔ اشوک نے بار بار
بڑی تاکید سے جس دھرما کی طرف دعوت دی وہ اس
سادہ تعلیم پر مشتمل ہے کہ دنیا کی زندگی کے بعد اخروی زندگی
شروع ہوگی جس میں دھرما پر عمل کرنے کے باعث ہی ایک
انسان سورگ حاصل کر سکے گا۔

عالمِ آخرت اور جنّت

اشوک کے نزدیک انسان کی تمام تر کوششیں ہی
سورگ یعنی جنتِ نعیم تک پہنچنے کے لئے وقف ہونی چاہئیں۔
پہلی لاٹ میں اسی چیز کو یوں پیش کیا گیا:۔

"دھرم کی شدید محبت، بے انتہا معرفتِ
نفس، عظیم اطاعت، شدید تقویٰ، اور
بے پایاں قوتِ عمل، کے بغیر دنیا اور عقبیٰ کا
حاصل کرنا سخت مشکل ہے۔"

سنگی کتبہ چہارم میں لکھا ہے:۔

"اب دیوتاؤں کے پیارے بادشاہ
نے دھرم پر کاربند ہو کر جنگی ڈہل کی آواز
کو مذہبی نقارے کی گونج میں تبدیل کر دیا
ہے۔"

اسی طرح سنگی کتبہ ششم میں لکھا ہے:۔

"میں اپنی مساعی سے اور اپنے کام کی
رفتار سے کبھی مطمئن نہیں رہتا۔ کیونکہ میں
ساری دنیا کی بھلائی اپنے لئے ایک مقدس
فرض سمجھتا ہوں۔"

تاکہ میں کچھ لوگوں کے لئے اس دنیا میں
خوشی کا باعث بن سکوں اور تاکہ لوگ دوسری
دنیا میں بہشت حاصل کر سکیں۔"
اسی سلسلہ کے کتبہ دہم میں لکھا ہے :۔
"دیوتاؤں کے پیارے بادشاہ کی جتنی
مساعی ہیں وہ عقبیٰ کے لئے ہیں تاکہ بہت سے
لوگ اس قید سے آزاد ہو جائیں جسے گناہ
کہتے ہیں۔"
اسی سلسلہ کے گیارھویں کتبہ میں نیک کاموں کے ذکر کے
بعد لکھا ہے :۔
"جو شخص ان تمام امور کو بجا لاتا ہے
وہ اس دنیا میں آسودہ رہتا ہے اور
آخرت میں بے پایاں روحانی مراتب
دھرم کی بدولت حاصل کرتا ہے۔"
شہنشاہ نے انسانی قلوب پر جو فتح حاصل کی اسکے
ذکر میں تیرھویں چٹانی کتبہ میں لکھا ہے :۔
"یہ فتح جو حاصل ہوئی ہے ہر جگہ محبت
کی فتح کہلائے گی۔ اور یہ محبت دھرم کی
فتح کے ذریعہ سے حاصل ہوئی ہے۔
بادشاہ کی رائے میں وہ محبت بہت اہم
ہے جو آخرت میں کام آئے۔ اس فتح کو
سچی فتح سمجھنا چاہیئے جو دھرم کے ذریعے
حاصل ہو۔ ایسی فتح سے دنیا اور عاقبت
دونوں سدھر جاتے ہیں۔ میری دعا ہے
کہ اگر لوگ محبت کریں تو ریاضت سے
محبت کریں۔ کیونکہ اس سے دنیا و عقبیٰ
دونوں میں فائدہ ہے۔"
ستونی کتبہ سولہ میں بادشاہ یہ نصیحت کرتا ہے :۔
"پھر بھی ایک شخص کو یہ ضرور دیکھنا چاہیئے

کہ یہ اسفل جذبات یعنی عصبیت، ظلم،
غصہ، غرور، حسد، مجھ کو قعر مذلت میں
گرا دیں گے۔ اور یہ ضرور دیکھنا چاہیئے
کہ کون سی باتیں میری دنیا سدھاریں گی
اور کون سی باتیں میری عاقبت سدھارینگی۔"
بادشاہ اپنے ماتحت گورنروں کو حکم دیتا ہے :۔
"ان کو چاہیئے کہ وہ رنج و خوشی کے
اسباب پر غور کریں اور متقی افراد کی
مدد سے لوگوں کو قانون پرہیزگاری
سکھائیں۔ تاکہ انہیں مسرت دنیوی اور
سرور اخروی دونوں مل جائیں۔"
اسی سلسلہ کے آخری کتبہ میں لکھا ہے :۔
"اسلئے میں نے یہ احکام جاری کر دیئے
ہیں کہ جب تک چاند اور سورج باقی رہیں
لوگ اس راہ پر چلتے رہیں۔ اسلئے کہ جو
بھی اس راستہ پر گامزن ہوگا اُسے اس
دنیا میں مسرت اور دوسری دنیا میں ابدی
خوشی حاصل ہو گی۔"
کلنگ کے پہلے کتبہ میں اپنی رعایا سے بے پایاں محبت
کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے :۔
"سب میرے بچے ہیں۔ جیسے میں اپنے
بچوں کے لئے یہ چاہتا ہوں کہ انہیں دنیا
و آخرت دونوں کی خوشی و راحت نصیب
ہو اسی طرح میں تمام انسانوں کے لئے بھی
چاہتا ہوں۔ لیکن تم اسے اچھی اچھی طرح
نہیں سمجھتے ہو۔ اگر تم نے میرے احکامات
کو اچھی طرح پورا کیا تو تم کو جنت بھی ملیگی
اور تم اس فرض سے بھی سبکدوش ہو جاؤ گے
جو میرا تمہارے ذمہ ہے۔"

فلاح حاصل کرسکتا ہے۔ وہ اپنے دھرم کو مذاہب کی بنیاد اصل اور روح بتاتا ہے۔

گوتم کے پیش رو بدھ

یہ ذکر پہلے ہوچکا ہے کہ اشوک حضرت گوتم بدھ کا ہی قائل نہ تھا بلکہ یہ بھی مانتا تھا کہ آپ سے پہلے بھی بدھ مبعوث ہوئے۔ چنانچہ اس کے ایک کتبہ میں کنکان بدھ کے استوپ کی توسیع کروانے کا ذکر ہے۔ اور بادشاہ کے وہاں جاکر عبادت بجا لانے کا بھی ذکر ہے۔ کنکان بدھ گوتم بدھ کے پیشرووں سے تھے۔ گوتم بدھ نے خود فرمایا ہے:۔

"میں اپنے پیش رو بدھوں میں سے ایک ہوں"

بلکہ آپ نے اپنے بعد آنے والے بعض بدھوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ مثلاً یہ ذکر کہ میرے بعد ایک عظیم الشان بدھ آئے گا۔ جو کہ میتریہ ہوگا۔ یعنی

"رحمت کا بدھ"

آپ نے اپنی آخری وصیت میں بھی اس عظیم الشان آنیوالے بدھ کا ذکر کیا ہے۔ (گاسپل آف بدھ مترجمہ کاروس ص ۲۱۵ ص ۲۱۸)

حرفِ آخر

آخر میں مجھے یہ کہنا ہے کہ اشوک پر کام کرنے والے بڑے بڑے ریسرچ سکالر اور محققین اس امر سے تو حیران ہیں کہ اشوک جو کہ بدھ مذہب کا اتنا بڑا منادتھا۔ وہ بدھ مذہب کے مخصوص عقائد کا ذکر تک نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے برخلاف مذاہبِ عالم کے مشترک بنیادی عقائد کو پیش کرتا ہے لیکن وہ یہ سادہ نتیجہ اخذ نہ کرسکے۔ کہ بدھ کی تعلیم دراصل وہی ہے جو اشوک نے پیش کی۔ اس نظریہ کی رُو سے وہ ساری بحث ختم ہوجاتی ہے جو موجودہ مذہب اور اشوک کی تعلیمات میں مغائرت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

اے ایل باشام اپنی کتاب The wonder that was India میں لکھتے ہیں کہ:۔

"اشوک نے اپنے کتبوں میں کہیں بدھ مذہب کے عقیدۂ نروان کا ذکر نہیں کیا۔ وہ بڑی کثرت سے سورگ یعنی جنت الفردوس کا ذکر کرتا ہے۔ وہ اس سادہ عقیدہ کا معتقد نظر آتا ہے کہ اس کی اصلاحات کے ذریعہ نیکی اور اخلاق میں جو ترقی ہوئی ہے اس کے نتیجہ میں دیوتاؤں نے اپنے آپ کو زمین پر ظاہر کر دیا ہے۔ اشوک کے نزدیک دیوتاؤں کا زمین پر یہ ظہور ایک ایسا ظہور ہے جو کہ پیشتر ازیں مدت سے واقعہ نہ ہوا تھا۔ اشوک کا بدھ مذہب ایسی اخلاقی تعلیم پر مشتمل تھا جو کہ اس دُنیا میں امن اور میل ملاپ پیدا کرنے والا اور آخرت میں لوگوں کے لئے بہشتِ بریں کی نعمت عطا کرنے والا تھا" (ص ۵۵)

اسی طرح کیمبرج ہسٹری آف انڈیا میں لکھا ہے:۔

"ہم اشوک کے مُنہ سے بدھ مذہب کے بنیادی اور گہرے تصورات اور عقائد کے متعلق کچھ نہیں سُن پاتے۔ اس نے بدھ مذہب کی پیش کردہ چار بڑی سچائیوں اور ہشت پہلو راستہ کا ذکر تک نہیں کیا۔ اور نہ اسباب وعلل کی اس زنجیر کا ذکر کیا ہے جو بدھ فلسفہ نے پیش کی۔ اور نہ ہی اس نے گوتم بدھ کی مافوق القدرت حیثیت کو پیش کیا ہے۔ عقیدۂ نروان تو کجا یہ لفظ تک بھی اس کے کتبوں میں نہیں آیا۔ (ص ۵۰۵)

"میں نے یہ بھی حکم دے دیا ہے کہ ایسے
مجرموں کو جنہیں سزائے موت دی گئی ہے
تین دن کی مہلت دی جائے۔ اس مدت
میں یا تو ان کے اعزا اندراج لوگوں سے
رحم کی درخواست کر کے ان کی سزا معاف
کرالیں گے یا وہ روحانی موت سے بچنے
کے لئے خیرات کریں گے۔ اور روزے
رکھ رکھ کر عقبیٰ کے لئے تیار ہوں گے۔
میری خواہش ہے کہ قید کی حالت میں بھی
وہ آخرت سدھارنے کی کوشش کریں۔
اور میری تمنا ہے کہ میری رعایا میں مذہبی
امور کی پابندی، ضبطِ نفس اور سخاوت
ترقی کرے۔"

سنگی کتبہ نہم میں بادشاہ یوں مخاطب ہوتا ہے:۔

"دیوتاؤں کے محبوب بادشاہ کی جتنی
مساعی ہیں وہ آخرت کے لئے ہیں۔ تاکہ
بہت سے لوگ اس قید سے آزاد ہو جائیں
جسے گناہ کہتے ہیں۔ مگر یہ امر امراء و غربا
دونوں کے لئے مشکل ہے۔ سوائے اسکے
کہ وہ سخت ریاضت کریں۔"

ستونی کتبہ اوّل کی عبارت اوپر درج کی جا چکی ہے۔ کہ معرفتِ نفس، اطاعت و ریاضت، بے پایاں قوتِ عمل کے بغیر دنیا اور عقبیٰ کا حاصل ہونا سخت مشکل ہے۔

ان حوالوں سے صاف ظاہر ہے کہ بدھ فلسفہ کا رکن عظیم تناسخ اور اس کے چکر میں سے گذر کر نروان کا حصول شریعت کے بغیر ہی نہیں ملتا۔ وہ عبادت و ریاضت اور نیک اعمال کے ذریعہ نجات حاصل کرنے کا سادہ اصول پیش کرتا ہے۔

قیامت | اشوک قیامت کا بھی قائل ہے سنگی کتبہ چہارم میں لکھا ہے کہ:۔

"ہم دھرم کی پابندی کو قیامت تک
ترقی دیتے رہیں گے"

ستونی کتبہ ہفتم میں لکھا ہے کہ:۔

"جب تک چاند اور سورج باقی رہیں
لوگ اس راہِ سعادت پر چلتے رہیں"

فرشتگان | اشوک فرشتوں کا بھی قائل تھا۔ یعنی نیک تحریکات کرنے والی غیر مرئی ہستیاں جنہیں وہ اپنی زبان میں دیوتاؤں کے نام سے پکارتا ہے۔ تقریباً ہر کتبہ میں اشوک کا لقب "دیونام پیا" "پیا داسی" وارد ہوا ہے یعنی دیوتاؤں کا پیارا نیکدل بادشاہ۔ یہ لقب اسے اس قدر مرغوب تھا کہ اپنے نام کی جگہ اس نے اپنے اسم لقب کو استعمال کیا ہے۔ ایک کتبہ میں صاف صاف "اشوک دیونام پیاسا" لکھا ہے اس سے ظاہر ہے کہ اشوک اہل مذاہب کی طرح فرشتوں یعنی دیوتاؤں کا قائل تھا۔ اشوک یہ بھی مانتا تھا کہ ان دیوتاؤں کی نیک تحریکات کو نیک انسان قبول کرتے ہیں اور بُرے لوگ رد کر دیتے ہیں۔ نیک لوگوں کی نگرانی جب اُٹھ جاتی ہے تو یہ ہستیاں دنیا سے اپنا رُخ موڑ لیتی ہیں۔ بعد میں نیک تعلیمات کے نفوذ کے نتیجہ میں دوبارہ اپنا تعلق جوڑ لیتی ہیں۔

اشوک اپنے پہلے چھوٹے سنگی کتبہ میں کہتا ہے کہ:۔

"میرے بدھ مذہب میں پورے جوش و
خروش سے کام کرنے کی وجہ سے میری
مملکت کے طول و عرض میں وہ لوگ بھی جو
دیوتاؤں سے اپنا تعلق منقطع کر چکے تھے
دوبارہ انہوں نے دیوتاؤں سے اپنا تعلق
قائم کرلیا ہے۔ یہ سعی و کوشش اور جدوجہد

کا ثمرہ ہے۔"

ایک طرفہ ماجرا

مذہبی امور میں باوجود اتنی دلچسپی اور اتنی وضاحت کے رائج الوقت بدھ فلسفہ سے محققین اتنے مرعوب ہیں کہ اشوک کے متعلق بھی وہ یہ کہتے ہیں کہ وہ غالباً خدا کا قائل نہ تھا۔ کیونکہ :۔

"وہ اپنے کتبوں میں ثواب و گناہ، جنت اور دوسری دنیا کے سے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ وہ دیوتاؤں کا بھی ذکر کرتا ہے مگر وہ بھولے سے بھی خدا کا لفظ استعمال نہیں کرتا۔" (اشوک اعظم از ڈاکٹر محمد حفیظ ایم اے ص۳۷)

کتنے دکھ کی بات ہے کہ ایک ایسے شخص کے متعلق جو کہ ساری مذہبی الہیات کا قائل ہے یہ کہا جائے کہ وہ مذہب کے رکن اعظم یعنی خدا کی ہستی کا قائل نہ تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اشوک کا ایسا بھی کتبہ مل جائے جس میں خدا تعالیٰ کا بھی ذکر ہو لیکن موجودہ کتبات پر بھی ایک جویائے حقیقت جب نظر ڈالتا ہے تو وہ پکار اٹھتا ہے کہ اشوک نے جو دھرما پیش کیا وہ خدا تعالیٰ کے تصور سے خالی نہ تھا کیونکہ جب کوئی شخص ثواب و گناہ، عقبیٰ اور جنت کا ذکر کرے گا اور فرشتوں کا قائل ہوگا اس کے متعلق یہی سمجھا جائے گا کہ وہ خدا تعالیٰ کا بھی قائل ہے۔ مزید براں اشوک کے کتبے جس زبان میں ہیں وہ چونکہ متروک زبان ہے اسلئے علماء کو اس کے تراجم میں سخت دقت پیش آئی ہے۔

اشوک کے لقب "دیونام پیا" کا ترجمہ ہی محل نظر ہے اور مختلف طور پر کیا گیا۔ فرانسیسی محقق ڈاکٹر لیبان نے "خدا کا پیارا" ترجمہ دیا ہے[۱]۔ کیونکہ معزز ہستیوں کے لئے جمع کے صیغے کا استعمال جائز اور روا ہے۔ جیسے کرشن کو کرشنم بھی لکھا جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا نام "پراکرت" میں دیو تھا۔ اس کو عزت کے خیال سے "دیونام" لکھنا کوئی بعید امر نہ تھا۔

قدیم مشہور سنسکرت ماہر لغت پانینی کے نزدیک "دیوانم پیا" گرامر کے لحاظ سے بالکل غلط ہے صحیح لفظ "دیوا پیا" ہے۔

"دیوانم پیا" کے معنی اس کے نزدیک ایک مورکھ یعنی بے وقوف شخص کے ہیں۔ اسی طرح دوسرے قدیم برہمن ماہرین لغت نے اس لقب پر اعتراض کیا ہے[۱]۔ ماہرین لغت کے اس اعتراض کے پیش نظر جن لوگوں نے اس لقب کو "دیوا پیا" پڑھ کر اس کا ترجمہ "خدا کا پیارا" کیا ہے وہ حقیقت کے زیادہ قریب نظر آتے ہیں۔

اہنسا کی تعلیم

اشوک کے متعلق یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس نے کامل اہنسا کی تعلیم دی۔ لیکن :۔

"اشوک کی اہنسا مطلقاً گوشت خوری کے خلاف نہیں ہے۔ اس نے جن جانوروں کا کاٹنا ممنوع قرار دیا ان کی ایک لمبی چوڑی فہرست شائع کر دی۔ ان میں سے بعض کا تو ذبح کرنا قطعی ممنوع قرار دیدیا اور بعض کا صرف مخصوص دنوں میں منع کیا۔ ان میں سے اکثر ایسے ہیں جو ویدوں کے مذاہب میں بھی ممنوع تھے۔ اور بعض ایسے بھی ہیں جو پہلے ممنوع نہ تھے۔ مگر جنہیں اشوک نے ممنوع قرار دیا۔ لیکن بقول اسمتھ "یہ امر قابل تعجب ہے کہ سینگ والے مویشی اس فہرست میں شامل نہیں کئے گئے۔"

---

[۱] تمدن ہند ص۲۸۵

[۱] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "اشوکا" از مکرجی ص۱۰۸

ممنوعات کی اس لمبی چوڑی فہرست میں دو جانوروں کا نام مخصوص طور پر نہیں لیا گیا ہے۔ ایک تو مور کا دوسرے گائے کا۔ مور کا گوشت تو اُسے خود بہت زیادہ پسند تھا۔ اور مگدھ کے رہنے والوں کی محبوب ترین غذا تھی۔ گائے کا گوشت عام طور سے اس زمانہ میں کھایا جاتا تھا۔ ٹکشلا کے باشندے خاص طور سے اس کے شائق تھے وہ تقدس جو اس جانور کو آجکل حاصل ہے اشوک کے زمانے میں اسے ہرگز حاصل نہ تھا۔ اشوک کے کتبوں سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کے زمانہ میں دیوتاؤں کے لئے اور بُتوں کے آگے جانوروں کی بھینٹ چڑھائی جاتی اور اسے دھرم کا حصہ اور روحانی فلاح کا ذریعہ سمجھا جاتا[1] لیکن اشوک کی پابندیوں سے جو کہ اس نے سب سے پہلے اپنے محل سے شروع کیں یہ مشرکانہ رسومات اُس کی اس حکیمانہ سکیم سے بند ہو گئیں۔

اشوک ستونی کتبہ ہفتم میں کہتا ہے :۔

"دھرم کے قوانین تو وہی ہیں جن کا مَیں نے حکم دیا ہے۔ یعنی فلاں فلاں جانور نہ مارے جاویں۔ اور اسی طرح کے دیگر احکامات۔"

اس سے ظاہر ہے کہ جین مذہب کی طرح وہ کامل اہنسا کا قائل نہیں تھا۔ قبائلی لوگوں کو تیرھویں سنگی کتبہ میں جو نصیحت کرتا ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت پڑنے پر وہ جنگ کے خلاف نہ تھا۔ لکھتا ہے :۔

"اگر انہوں نے بغاوت بند نہ کی تو بادشاہ کے پاس اتنی طاقت ہے کہ وہ انہیں بزورِ شمشیر کیفرِ کردار تک پہنچا سکے گا۔"

اشوک کا پیش کردہ دھرما

اشوک کے نزدیک اس کا پیش کردہ دھرما بدھ اخلاقیات کا نچوڑ تھا لیکن وہ کوئی نیا ضابطۂ اخلاق نہیں بلکہ پرانے ضابطۂ اخلاق کو بُدھ کے اصولوں کی روشنی میں عملی شکل میں ڈھال کر پیش کیا گیا۔ اشوک نے صرف دھرما کے اصولوں کی تعیین کی۔ کیونکہ غلط اصول بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ اور ان صحیح اصولوں کی اشاعت و تبلیغ کا انتظام کیا۔ اشوک کے نزدیک دوسرے مذاہب میں بھی اچھی چیزیں اور صداقتیں موجود تھیں۔ اسلئے وہ ان کی عزت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل فرامین سے صاف ظاہر ہے کہ وہ کوئی انوکھا یا ناستک مذہب پیش نہیں کر رہا بلکہ ایسا مذہب پیش کرتا ہے جو کہ دوسرے مذاہب سے اپنے بنیادی اصولوں میں مشترک ہے :۔

(۱) "محترم بزرگو! مقدس بدھ نے جو کچھ ارشاد کیا بجا ارشاد کیا۔ مگر محترم بزرگو! ان میں سے جو باتیں جلیل دھرم کے قیام کے واسطے مَیں نے انتخاب کی ہیں ان کا اعلان مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اسی لئے مَیں یہ اعلان کروا رہا ہوں کہ سب لوگ میری خواہشات سے آگاہ ہو جائیں۔" (چھوٹا سنگی کتبہ دوئم)

(۲) "دیوتاؤں کا پیارا بادشاہ ہر فرقہ و ملت کے آدمیوں کی عزت کرتا ہے۔ بادشاہ اُن کو تحائف و اعزاز عطا کر کے اُن کی تکریم کرتا ہے۔ مگر دیوتاؤں کے پیارے کی نگاہ میں تحائف و اعزاز کی اتنی وقعت نہیں ہے جتنی کہ تمام فرق و ملل میں ان کے اصولوں کی پابندی میں ترقی ہونے کی ہے۔ بادشاہ کی خواہش ہے کہ ہر فرقہ و ملت کے افراد

[1] اس زمانہ میں ہندو بے شمار دیوتاؤں کے حضور ان کے آگے جانوروں کو قربان کرتے اور آگ میں جلا دیتے تھے سب سے پہلے بُدھ نے اس وحشیانہ رسم کے خلاف آواز اُٹھائی اور ہندو مذہب کی سوختنی قربانیوں سے انکار کیا +

باخبر اور نیکی پھیلانے والے ہوں۔ ہر فرقہ وملت کے افراد کو معلوم ہونا چاہیئے کہ بادشاہ دولت واعزاز کی اتنی پرواہ نہیں کرتا جتنی اس امر کی کہ تمام فرقوں میں (مشترک) اصل اصول پھیل جائیں اور ہر ایک رواداری سے رہے۔" (سنگی کتبہ ۱۲)

(۳) "گزشتہ ایام میں ایسے بادشاہ ہوئے ہیں۔ جو سوچا کرتے تھے کہ انسانیت کی ترقی دھرم کے ذریعے کیونکر کی جائے۔ پھر بھی لوگ دھرم کے ذریعہ ترقی نہیں کرتے تھے۔ میں نے سوچا گزشتہ بادشاہوں نے بھی سوچا تھا کہ کون سے ذرائع اختیار کئے جائیں کہ لوگ دھرم پر عمل کریں۔ کیونکہ لوگوں کے دھرم میں ترقی ہو۔ کیونکہ لوگ دھرم کے ساتھ ساتھ ترقی کریں۔ انہی امور پر نظر کر کے میں نے دھرم کے ستون ایستادہ کئے۔ دھرم مہاماتر مقرر کئے ہیں اور مذہبی کتبے تیار کروائے ہیں۔ دھرم پر عمل کرنے ہی کے ذریعے رعایا میں سخاوت، سچائی، نیک نفسی، نرم دلی بڑھتی رہے۔

جب تک چاند اور سورج باقی رہیں،
لوگ اس راہ پر چلتے رہیں۔"

(تلخیص ستونی کتبہ ہفتم)

(۴) "دیوتاؤں کے پیارے بادشاہ کی خواہش ہے کہ ہر فرقہ وملت کے لوگ ہر جگہ بسیں۔ کیونکہ سب مذاہب ضبطِ نفس اور صفائی قلب کے خواہاں ہیں۔ جس شخص میں صفائی قلب اور ضبطِ نفس نہیں وہ یقینی ذلیل اور پیچ ہے۔" (سنگی کتبہ ہفتم)

(۵) "مصیبت کے وقت شادیوں میں، پیدائش پر اور سفر میں لوگ طرح طرح کی رسمیں بجا لاتے ہیں۔ رسمیں بے شک بجا لانی چاہئیں مگر ایسی بے کار رسموں کا کوئی نتیجہ نہیں۔ ہاں ایسی رسمیں بے شک مفید ہیں جو دھرم سے متعلق ہیں۔ دھرم کی رسم وقت کی قید سے آزاد ہے۔ اگر دھرم کی کوئی رسم اس دنیا میں نہیں اثر کرتی تو بھی آخرت میں اس سے بے پایاں مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی دھرم کی رسم اس جہان میں اپنا مطلب پورا کر دیتی ہے تو ہم خرما و ہم ثواب۔ کیونکہ دنیاوی مقصد بھی پورا ہو جاتا ہے عاقبت بھی سدھر جاتی ہے۔" (سنگی کتبہ نہم)

(۶) "میری تعلیمات کے ذریعے دھرم کی خواہش اور دھرم کی محبت میں روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔ میرا فرمان حسب ذیل ہے۔ دھرم پر قائم رہو، دھرم کے مطابق انتظام کرو، دھرم کے ذریعے خوشی پھیلاؤ اور دھرم کے ذریعے حفاظت کرو۔

دھرم نعمت ہے مگر دھرم ہے کیا؟
دھرم کم از کم گناہ گاری، زیادہ سے زیادہ بھلائی، رحم دلی، خیرات، سچائی، صفائی قلب پر مشتمل ہے۔"

اِن جواہر پاروں سے صاف ظاہر ہے کہ اشوک کا مذہب دوسرے آسمانی مذاہب سے بنیادی طور پر کوئی مختلف نہ تھا۔ وہ مذاہبِ عالم میں اصولوں کے اشتراک کو پیش کرتا ہے کیونکہ ہر مذہب کی تعلیم پاکیزگیٔ نفس کی تعلیم ہے جس کے ذریعے ہر انسان دنیا و آخرت میں

فلاح حاصل کر سکتا ہے۔ وہ اپنے دھرم کو مذاہب کی بنیاد، اصل اور رُوح بتاتا ہے۔

گوتم کے پیش رو بدھ

یہ ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ اشوک صرف گوتم بدھ کا ہی قائل نہ تھا بلکہ یہ بھی مانتا تھا کہ آپ سے پہلے بھی بدھ مبعوث ہوئے۔ چنانچہ اس کے ایک کتبہ میں کنکان بدھ کے استوپ کی توسیع کروانے کا ذکر ہے۔ اور بادشاہ کے وہاں جاکر عبادت بجا لانے کا بھی ذکر ہے۔ کنکان بدھ گوتم بدھ کے پیشروؤں سے تھے۔ گوتم بدھ نے خود فرمایا ہے:۔

"میں اپنے پیش رو بدھوں میں سے ایک ہوں۔"

بلکہ آپ نے اپنے بعد آنے والے بعض بدھوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ مثلاً یہ ذکر کہ میرے بعد ایک عظیم الشان بدھ آئے گا۔ جو کہ میتریہ ہوگا۔ یعنی

"رحمت کا بدھ"

آپ نے اپنی آخری وصیت میں بھی اس عظیم الشان آنیوالے بدھ کا ذکر کیا ہے۔ (گاسپل آف بدھ مترجمہ کاروس ص۲۱۵ ص۲۱۶)

حرفِ آخر

آخر میں مجھے یہ کہنا ہے کہ اشوک پر کام کرنے والے بڑے بڑے ریسرچ سکالر اور محققین اس امر سے تو حیران ہیں کہ اشوک جو کہ بدھ مذہب کا اتنا بڑا معتقد تھا۔ وہ بدھ مذہب کے مخصوص عقائد کا ذکر تک نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے برخلاف مذاہبِ عالم کے مشترک بنیادی عقائد کو پیش کرتا ہے۔ لیکن وہ یہ سادہ نتیجہ اخذ نہ کر سکے۔ کہ بدھ کی تعلیم دراصل وہی ہے جو اشوک نے پیش کی۔ اس نظریّہ کی رُو سے وہ ساری بحث ختم ہو جاتی ہے جو مروجہ بدھ مذہب اور اشوک کی تعلیمات میں مغائرت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

اے ایل باشام اپنی کتاب The wonder that was India میں لکھتے ہیں کہ:۔

"اشوک نے اپنے کتبوں میں کہیں بُدھ مذہب کے عقیدۂ نروان کا ذکر نہیں کیا۔ وہ بڑی کثرت سے سورگ یعنی جنّت الفردوس کا ذکر کرتا ہے۔ وہ اس سادہ عقیدہ کا معتقد نظر آتا ہے کہ اس کی اصلاحات کے ذریعہ نیکی اور اخلاق میں جو ترقی ہوئی ہے اس کے نتیجہ میں دیوتاؤں نے اپنے آپ کو زمین پر ظاہر کر دیا ہے۔ اشوک کے نزدیک دیوتاؤں کا زمین پر یہ ظہور ایک ایسا ظہور ہے جو کہ پیشتر ازیں مدت سے واقع نہ ہوا تھا۔ اشوک کا بدھ مذہب ایسی اخلاقی تعلیم پر مشتمل تھا جو کہ اس دُنیا میں امن اور میل ملاپ پیدا کرنے والا اور آخرت میں لوگوں کے لئے بہشت بریں کی نعمت عطا کرنے والا تھا۔" (ص۵۵)

اسی طرح کیمبرج ہسٹری آف انڈیا میں لکھا ہے:۔

"ہم اشوک کے مُنہ سے بدھ مذہب کے بنیادی اور گہرے تصورات اور عقائد کے متعلق کچھ نہیں سُن پاتے۔ اس نے بدھ مذہب کی پیش کردہ چار بڑی سچائیوں اور ہشت پہلو راستہ کا ذکر تک نہیں کیا۔ اور نہ اسباب و علل کی اس زنجیر کا ذکر کیا ہے جو بدھ فلسفہ نے پیش کی۔ اور نہ ہی اس نے گوتم بدھ کی مافوق القدرت حیثیت کو پیش کیا ہے۔ عقیدۂ نروان تو کجا یہ لفظ تک بھی اس کے کتبوں میں نہیں آیا۔" (ص۵۰۵)

مؤرخین کی اس حیرانگی کا مداوا صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہم اس حقیقت کو مان جائیں کہ اشوک نے جس مذہب کو پیش کیا ہے وہی دراصل بدھ کی حقیقی تعلیمات ہیں۔ اس نظریہ کے بغیر اس خلا کو پُر کرنا ممکن نہیں جو اشوک کی تعلیمات اور بدھ مذہب کی مروجہ تعلیمات میں واقعہ ہے۔

اگر اشوک نے بدھ مذہب کے خلاف تعلیم دی تھی تو قابلِ غور ہے کہ وہ اپنے زمانہ میں سنگھ کا لیڈر کیسے بن سکتا تھا؟ اسے بدھ کے بعد دوسرا درجہ کیوں دیا گیا؟ اسے بدھوں نے "دھرما راجہ" کیوں قرار دیا؟ وہ بدھوں کو زرّیں ہدایات کیسے دے سکتا تھا، ماننا پڑتا ہے کہ بدھ مذہب کی تعلیمات اس کے زمانہ میں نہیں بلکہ اس کے بعد بگڑی ہیں۔

کتابیات

نوٹ:- یہاں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس تحقیق کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات میرے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوئے آپؑ نے "مسیح ہندوستان میں" اور اپنے آخری لیکچر "پیغامِ صلح" میں گوتم بدھ کے متعلق جو زرّیں باتیں بیان کی ہیں وہ دراصل ایک وسیع تحقیق کا پیش خیمہ ہیں۔ دیگر کتابیں جن سے استفادہ کیا گیا درج ذیل ہیں:-

۱۔ "اشوکا" از ڈاکٹر رادھا کمود مکرجی ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔
۲۔ "اشوکا" از پروفیسر بھنڈارکر
۳۔ "اشوکا" از ونسنٹ اے سمتھ
۴۔ "اشوکِ اعظم" از ڈاکٹر محمد حفیظ سید ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔
۵۔ "تمدّنِ ہند" از گستاؤ لیبان۔
۶۔ "انڈیا" از اے۔ ایل۔ باشام
۷۔ "قدیم تاریخِ ہند" از ونسنٹ اے۔ سمتھ
۸۔ "میثاق النبیین حصہ دوئم" از مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی۔
۹۔ "گوتم بدھ" از ڈاکٹر محمد حفیظ سید ایم۔ اے
۱۰۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا۔
۱۱۔ "ڈی گاڈز آف ناردرن بدھ ازم" از ایلک گیٹی۔

ڈاکٹر لیبان کا نظریہ یہ ہے کہ بدھ مذہب میں ہندو فلسفہ کی وجہ سے بگاڑ پیدا ہوا۔ بعد کی تحقیق یہ ہے کہ جب ہندوستان میں یونانی شہزادوں نے بدھ مذہب قبول کیا تو ان کی وجہ سے یونانی فلسفۂ الٰہیات سے بدھ مذہب متاثر ہوا اور بدھ کو ایک یونانی دیوتے کی شکل میں پیش کیا گیا۔ چنانچہ پشاور اور اس کے گرد و نواح کے علاقہ سے گندھارا آرٹ کے جو آثار برآمد ہوئے ہیں ان سے صاف ظاہر ہے کہ بدھ کو ہندوستان کے یونانیوں نے ایک یونانی دیوتا کی شکل میں پیش کیا۔ یونانی فلسفہ کے اثرات کی وجہ سے آگے چل کر بدھ مذہب میں مہایان فرقے کی بنیاد پڑی جس میں بدھ کو خدائی کا درجہ دیا گیا اور ہنایان فرقہ جو کہ بدھ کو ایک اچاریہ مشن کی صورت میں پیش کرتا تھا اس نئے فلسفہ کے مقابلہ میں کافی حد تک دب گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بدھ مذہب ہندو فلسفہ سے بھی متاثر ہوا لیکن سب سے پہلے قدیم ہندوستان کے یونانیوں نے بدھ مذہب میں اپنے فلسفۂ الٰہیات کے تحت تبدیلی روا رکھی اور اس کی حقیقی صورت کو بگاڑ دیا۔ بعد میں ہندو فلسفہ سے بھی بدھ مذہب متاثر ہوا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مذہب جس میں بدھ کی خدائی حیثیت کا تصور تک بھی نہیں تھا اب کثیر الالٰہی مذہب بن گیا۔ اور گوتم بدھ اور دوسری مقدس ارواح کے بُت بنا کر ہندوستان کے طول و عرض میں ان کو پوجا جانے لگا (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "بدھ ازم ان پاکستان") یونانیوں نے عیسائیت کو بھی اسی طرح بگاڑا ہے۔ اور عیسائیت میں مسیح کی خدائی حیثیت کو یونانی فلسفہ کے تحت داخل کر دیا گیا۔

گوتم بدھ پر ناستک ہونے کا الزام اور اس کی تردید

بدھ مت کی قدیم کتب اور اشوک کے کتبوں میں خدا کا ذکر

(مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی۔ بی۔ اے)

مغربی محققین کی ریسرچ

انیسویں صدی عیسوی کے نصف اواخر کو اِس لحاظ سے بھی ایک خاص اہمیت حاصل ہے کہ اس زمانہ میں مغربی محققین نے حضرت گوتم بدھ کی زندگی اور ان کے نام پر پھیلی ہوئی تعلیمات کے بارے میں ریسرچ کر کے اہلِ مغرب کو مشرق کی اُس عظیم مذہبی تحریک سے روشناس کرایا جو بُدھ مت کے نام سے موسوم ہے۔ اِس سے قبل اُن علاقوں کے سوا کہ جن میں بدھ مذہب کا دَور دورہ ہے باقی دنیا کو اِس مذہب کی مروّجہ تعلیمات کے متعلق کچھ زیادہ علم نہ تھا۔ مغربی محققین کی ریسرچ اس لحاظ سے دنیا کیلئے بہت کچھ ازدیادِ علم کا موجب ہوئی۔ لیکن ان کی اِس کاوش اور جدّ و جہد کے نتیجے میں دُنیا یہ معلوم کر کے حیران رہ گئی کہ اِس عظیم مذہبی تحریک کا بانی خدا کی ہستی کا ہی قائل نہ تھا۔ اُس زمانے کے مغربی محققین کی کتابوں میں جابجا اِس امر کا تذکرہ ملتا ہے کہ بُدھ خدا، روح اور وحی و القاء پر ایمان نہ رکھتا تھا۔ اس نے صرف اخلاق کا ایک ایسا ضابطہ دنیا میں پیش کیا کہ جس میں انسان کی نجات خود اُس کے اپنے وجود اور اچھے اعمال کے ساتھ وابستہ تھی اور اس میں نجات کے لئے کسی خارجی طاقت یا بالاتر ہستی پر انحصار رکھنے کا کوئی تصوّر موجود نہ تھا۔ چنانچہ سنسکرت زبان اور مشرقی علوم کے مشہور برطانوی سکالر سر مونیئر ولیمز اپنی کتاب "Buddhism" مطبوعہ ۱۸۸۹ء کے صفحہ ۵۳۹ پر لکھتے ہیں:۔

> "بُدھ مت نے دنیا میں آ کر خالقِ کائنات کو تسلیم کرنے اور ایک بالاتر ہستی پر انحصار رکھنے سے انکار کیا۔ اس نے اِس امر کا بھی انکار کیا کہ رُوح بھی کوئی چیز ہے پھر یہ خارجی وحی و القاء کا بھی قائل نہ تھا۔ اور نہ اس میں حقیقی عبادت کا کوئی تصوّر موجود تھا۔"

اِسی طرح ڈاکٹر منز بیز نے "تاریخ مذاہب" میں بدھ مت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:۔

> "بدھ مت ایک ایسا مذہب ہے جس میں نہ خدا ہے نہ عبادت اور نہ برہمن ہیں نہ پوجا پاٹ۔ اس کی ترقی میں نہ دینی عقائد کا کوئی دخل ہے اور نہ دینی رسومات کا کیونکہ یہ دونوں میں سے کسی ایک کا بھی

قائل نہیں۔ اس کی کامیابی اور اس کی ترقی
تمام تر اخلاقی نظریات اور خارجی تنظیم کی
مرہونِ منت ہے۔"

بُدھ کے پَیرووں کی روش

اگر یہ کہا جائے کہ حضرت گوتم بدھ اور اُن کی تعلیم کے متعلق ایسا نظریہ قائم کرنے میں مغربی محققین ایک حد تک معذور تھے۔ کیونکہ اُس وقت خود حضرت گوتم بدھ کے پَیرو بھی اسی نظریہ پر قائم تھے کہ خدا کوئی چیز نہیں۔ چنانچہ بدھ ازم کی زمانۂ حال کی مشہور کتاب *The Buddhist Catechism* مصنفہ ایچ۔ ایس۔ اولکوٹ میں بھی یہی کچھ لکھا ہے۔ اس کتاب میں جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے بدھ مت کی تعلیمات کو سوال و جواب کے رنگ میں نہایت سہل طریق پر پیش کیا گیا ہے۔ اس کے اب تک چالیس سے بھی زیادہ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے بارے میں بدھوں کے مذہبی راہنما ایچ۔ سمنگالا نے لکھا ہے کہ مَیں نے اِس کتاب کو بغور پڑھا ہے میں اس کے حرف حرف کی تصدیق کرتا ہوں اور سفارش کرتا ہوں کہ تمام بدھسٹ سکولوں میں اس کتاب کو نصاب کے طور پر پڑھایا جائے۔ اسکے صفحہ ۵۴ پر اس سوال کے جواب میں کہ بدھ اور دوسرے مذاہب کے درمیان کیا فرق ہے؟ لکھا ہے:-

"بدھ مذہب اور دوسرے مذاہب کے درمیان دیگر متعدد اختلافی امور کے علاوہ حسب ذیل امتیازات پائے جاتے ہیں۔
یہ ایک خالق خدا کے وجود کو تسلیم کئے بغیر انتہائی نیکی اور پارسائی کی تعلیم دیتا ہے
یہ ہمیشہ قائم رہنے والی توہم پرستانہ روح کو تسلیم کئے بغیر جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ بالآخر جسم کو چھوڑ جاتی ہے زندگی میں تسلسل کا قائل ہے۔ یہ ایک ایسی خوشی کی ضمانت دیتا ہے کہ جو ایک مقصود بالذات جنت سے مبرّا ہے۔ یہ خدا کے نائب کا درجہ رکھنے والے ایک منجی کے بغیر نجات کا راستہ بتاتا ہے۔ یہ ایک نفس مزکّی کے بغیر تزکیہ کی تعلیم دیتا ہے۔ اسمیں نہ مذہبی رسوم ہیں، نہ عبادات، نہ فدیہ، نہ ایسے اولیاء اور مذہبی تقدس رکھنے والے وجود جو درمیانی واسطے کا کام دیں۔ یہ نروان کی شکل میں ایسے انتہائی کمال کی طرف راہنمائی کرتا ہے جو تمام جانداروں کے ساتھ محبت و رأفت کے ساتھ پیش آنے کے اصول پر پاک اور بےغرض زندگی گزارنے سے اسی زندگی میں حاصل کیا جا سکتا ہے۔"

ظاہر ہے کہ یہ تعلیم جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے سراسر دہریت پر مبنی ہے اور فی الحقیقت ایک ایسی تحریک جس میں خدا کی ہستی کا ہی سرے سے انکار کیا گیا ہو مذہبی تحریک نہیں کہلا سکتی۔ بایں ہمہ چونکہ بدھ مت ایک مذہب کہلاتا ہے اور اس کو پیش کرنے والے حضرت گوتم بدھ کو دُنیا کے کروڑوں کروڑ انسان اپنا مذہبی پیشوا تسلیم کرتے ہیں۔ اسلئے دُنیا کے واسطے یہ انکشاف ایک عقدۂ لاینحل سے کم نہ تھا۔ یعنی یہ کہ اگر فی الواقعہ گوتم بدھ خدا کے قائل نہ تھے تو پھر دُنیا کے کروڑوں کروڑ انسان اپنی روحانی تشنگی بجھانے کی خاطر کس طرح ان کے قدموں میں آ گرے اور نعوذ باللہ دہریہ ہونے کے باوجود گوتم بدھ کو ایسی قوتِ قدسی کیسے میسر آ گئی کہ انہوں نے اپنے وقت کے برہمن ازم کے خلاف آواز بلند کر کے دُنیا کی کایا پلٹ دی۔ اور بدھ مت دُنیا کے کثیر حصوں میں پھیل گیا۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا اعلان

بہرحال انیسویں صدی کے اواخر میں مغربی محققین میں سے بعض دہریت کی طرف طبعی میلان رکھنے کی وجہ سے بعض گوتم بدھ کی بے لوث اور پاک زندگی سے متاثر ہونے کے باعث اور بعض عیسائیت کے مقابلے میں بدھ مت کو بدنام کرنے کی نیت سے اس امر کو شدت کے ساتھ پیش کر رہے تھے کہ گوتم بدھ خدا کے منکر یعنی ناستک تھے۔ اس پر طرفہ تماشہ یہ تھا کہ خود ان کے ماننے والوں کا ایک بڑا طبقہ بھی ان کی ہاں میں ہاں ملا رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا کہ ہمارے مذہب کا امتیازی نشان ہی یہ ہے کہ وہ خدا کے وجود کو تسلیم نہ کرتے ہوئے حقیقی نیکی اور حقیقی پارسائی کی ضمانت دیتا ہے۔ لیکن انہی زمانوں میں جبکہ ہر چہار طرف سے گوتم بدھ پر ناستک ہونے کا الزام لگایا جا رہا تھا بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو موعود اقوام عالم کی حیثیت سے اس دنیا میں مبعوث ہوئے تھے۔ اس نظریہ کی پرزور تردید فرمائی اور اس امر کو تسلیم کرتے ہوئے کہ حضرت گوتم بدھ خدا تعالیٰ کے سچے فرستادہ تھے اعلان فرمایا:۔

"اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ بدھ شیطان کا بھی قائل ہے ایسا ہی دوزخ اور بہشت اور ملائک اور قیامت کو بھی مانتا ہے اور یہ الزام کہ بدھ خدا کا منکر ہے محض افترا ہے بلکہ بدھ ویدانت کا منکر ہے اور ان جسمانی خداؤں کا منکر ہے جو ہندو مذہب میں بنائے گئے تھے۔ ہاں وہ وید پر بہت نکتہ چینی کرتا ہے اور موجودہ وید کو صحیح نہیں مانتا اور اس کو ایک بگڑی ہوئی ... خدا کی ... ہے" (مسیح ہندوستان میں صفحہ ۸۹)

اس حال میں کہ تمام مغربی محققین اور خود بدھ مت کے پیرو یہ کہہ رہے تھے کہ گوتم بدھ خدا کے قائل نہ تھے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کا مذکورہ بالا اعلان ایک زبردست اعلان تھا۔ اگرچہ اس وقت کے حالات میں یہ عجیب معلوم ہوتا تھا لیکن تھا ایک ابدی صداقت پر مبنی۔ اور وہ ابدی صداقت خود آپ کے اپنے ہی الفاظ میں یہ ہے کہ:۔

"جتنے بھی نبی خدا تعالیٰ نے بھیجے سب اسی لئے آئے تھے کہ تا انسانوں اور دوسری مخلوق کی پرستش دور کر کے خدا کی پرستش دنیا میں قائم کریں اور ان کی خدمت یہی تھی کہ لا الٰہ الا اللہ کا مضمون زمین پر چمکے جیسا کہ وہ آسمان پر چمکتا ہے۔"

(مسیح ہندوستان میں)

حضرت گوتم بدھ کی اپنی تعلیم

چنانچہ جب ہم اس نقطہ نگاہ سے بدھ مت کی قدیم کتب کا جو حضرت گوتم بدھ کی تعلیم پر مشتمل سمجھی جاتی ہیں مطالعہ کرتے ہیں تو اس امر کے باوجود کہ وہ کتابیں حضرت گوتم بدھ کی وفات کے کئی سو سال بعد لکھی گئیں اور وہ مرور زمانہ کے ہاتھوں برابر تحریف کا شکار ہوتی چلی آ رہی ہیں اور ان میں بہت سی ایسی باتیں درج ہیں جو ایک فرستادۂ برحق کے منہ سے کبھی نہیں نکل سکتیں پھر بھی ہمیں ان میں بعض ایسی باتیں ملتی ہیں جو اس حقیقت پر گواہ ہیں کہ حضرت گوتم بدھ خدا کے قائل تھے اور دوسروں کو خدا تک پہنچنے کا راستہ بتانے کے لئے ہی مبعوث ہوئے تھے۔

بدھ مذہب کی قدیم کتب

بدھ مذہب کی قدیم کتب

تین حصوں پر مشتمل ہیں اور تری پٹکا (Tri-pitaka) کے نام سے موسوم ہیں جس کے لفظی معنی ہیں تین پٹاریاں۔

- پہلا حصہ وِنائے (Vinaya) کہلاتا ہے۔
- دوسرے کو سُتّا (Sutta) کہتے ہیں اور
- تیسرے کا نام ہے اَبھی دھمّہ (Abhi Dharma)

ان میں سے دوسرا حصہ یعنی سُتّا حسب ذیل پانچ مجموعوں پر مشتمل ہے:-

(۱) دِیگھ نکائے (Digha Nikaya)
(۲) مجھم نکائے (Majjhima Nikaya)
(۳) سمیتّا نکائے (Samyutta Nikaya)
(۴) انگوتارا نکائے (Anguttara Nikaya)
(۵) کھُدّا کا نکائے (Khuddaka Nikaya)

ان میں سے پہلے دو مجموعوں یعنی دیگھ نکائے اور مجھم نکائے میں حضرت گوتم بدھ کے بہت سے مکالمے ہیں۔ انگلستان کے مشہور بدھسٹ سکالر مسٹر ٹی ڈبلیو رہس ڈیوڈس (T. W. Rhys Davids) نے ان میں سے بعض مکالموں کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو "Dialogues of the Buddha" کے نام سے موسوم ہے۔ یہ مکالمے پروفیسر میکسملر (F. Max Muller) کے مرتب کردہ سلسلہ کتب الموسوم بہ "Sacred Books of Buddhists" کی دوسری جلد میں طبع شدہ موجود ہیں۔ ان میں سے تیرھواں اور آخری مکالمہ تے وِگا سُتّانا (Tevigga Suttana) خاص اس امر سے تعلق رکھتا ہے کہ انسان خدا کو کس طرح پا سکتا ہے۔ اس میں حضرت گوتم بدھ نے اس امر کو وضاحت سے بیان کیا ہے کہ آجکل کے برہمن جو اصل راستے سے دُور جا پڑے ہیں خدا تک پہنچانے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ خدا تک وہی شخص پہنچا سکتا ہے جو خدا کی طرف سے آیا ہو۔ اور جس نے خدا کو اس طرح دیکھا ہو جس طرح ایک انسان دوسرے انسان کو دیکھتا اور اس سے بالمشافہ گفتگو کرتا ہے۔ آخر میں حضرت گوتم بدھ نے دعویٰ کیا ہے کہ برہمن خدا کو نہیں جانتے مَیں خدا کو جانتا ہوں اور اس کی آسمانی بادشاہت کو مَیں نے دیکھا ہے۔ کیونکہ مَیں پیدا ہی اُس آسمانی بادشاہت میں ہوا ہوں۔ ذیل میں ہم اس اہم مکالمے کا پس منظر اور اس کے مضامین کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

گوتم بدھ کا مکالمہ اور اس کا پس منظر

چنانچہ لکھا ہے کہ جب حضرت گوتم بدھ کوشالا نامی علاقے کا دَورہ کر رہے تھے تو وہ پھرتے پھراتے برہمنوں کے ایک گاؤں "مانا سکتا" (Manasakata) میں آئے۔ انہوں نے اس گاؤں سے شمال کی جانب اکیرا وتی ندی کے کنارے پڑاؤ کیا۔ مانا سکتا میں پانچ بڑے نامی برہمن رہتے تھے۔ جن کے درمیان دینی مسائل کے بارے میں شدید اختلافات تھے۔ ہر ایک کے معتقدوں کا الگ الگ حلقہ تھا۔ جن میں اکثر بحث و تمحیص کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ اُن دنوں جب کہ حضرت گوتم بدھ وہاں مقیم تھے دو نوجوان برہمنوں کے درمیان علی الصبح ندی پر اشنان کے بعد اس بات پر بحث چھڑ گئی کہ دونوں میں سے کس کا گرو خدا تک پہنچانے کی زیادہ اہلیت رکھتا ہے۔ ان نوجوان برہمنوں میں سے ایک کا نام تھا وسیتھا (Vasettha) اور دوسرے کا بھردواگا (Bharadvaga) وسیتھا اپنے طور پر پوکھارسادی (Pokkharasadi) نامی برہمن کا مرید تھا۔ اور بھردواگا کو تروکھا (Trokkha) نامی برہمن سے عقیدت تھی۔ ان دونوں میں جب بحث و تمحیص کا سلسلہ [illegible]

پہنچ گیا اور کوئی بھی ایک دوسرے کو قائل نہ کر سکا تو بحث کو ختم کرنے کے لئے وسیتھا نے کہا۔ چلو دونوں کے گرو اپنی اپنی جگہ سچے ہیں اگرچہ دونوں کا راستہ الگ الگ ہے لیکن بالآخر دونوں کے بتاتے ہوئے راستے انسان کو خدا تک پہنچا سکتے ہیں۔ بھردواگا کی اس جواب سے بھی تسلی نہ ہوئی اور وہ اس بات پر مُصر رہا کہ نہیں اُس کا گرو جو راستہ بتاتا ہے وہی درست ہے۔ اس مرحلہ پر انہیں خیال آیا کہ کیوں نہ گوتم بدھ کے پاس چل کر اس بارے میں ان سے استفسار کریں۔ چنانچہ دونوں حضرت گوتم بدھ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُن کے پاس پہنچ کر بھردواگا تو خاموش رہا لیکن وسیتھا نے جرأت سے کام لیتے ہوئے حضرت گوتم بدھ کو سب ماجرا کہہ سنایا۔ اس پر وسیتھا اور حضرت گوتم بدھ کے درمیان ایک طویل گفتگو چل نکلی۔ دونوں کی گفتگو ہی تیوگا سُتانا کے نام سے موسوم ہے

خدا کی ہستی کے متعلق گوتم بدھ کا واضح اعلان

دوران گفتگو میں وسیتھا نے حضرت گوتم بدھ سے پوچھا۔ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ سارے برہمن ہی اپنی اپنی جگہ درست ہوں اور اُن کے بتائے ہوئے راستے جو بظاہر مختلف نظر آتے ہیں بالآخر خدا تک پہنچانے والے ہوں۔ اپنی بات واضح کرنے کیلئے اس نے مزید کہا۔ آخر ایسا بھی تو ہوتا ہے کہ ایک بستی کو مختلف راستے جاتے ہیں وہ ہوتے تو ہیں مختلف لیکن سب کے سب جا کر ایک ہی بستی پر ختم ہوتے ہیں۔ حضرت گوتم بدھ نے وسیتھا سے پوچھا تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیا ان برہمنوں میں سے کسی نے خدا کو دیکھا بھی ہے؟ وسیتھا نے کہا نہیں۔ پھر حضرت گوتم بدھ نے پوچھا۔ کیا ان برہمنوں کے گروؤں کا یہ دعویٰ تھا کہ انہیں خدا کی رویت نصیب ہوئی تھی؟ ۔ وسیتھا نے اس کا جواب بھی نفی میں دیا۔ اس پر حضرت گوتم بدھ نے فرمایا۔ اگر ان برہمنوں نے یا ان کے گروؤں نے خدا کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تو پھر یہ دوسروں کو خدا تک نہیں پہنچا سکتے۔ ان کے بتائے ہوئے سب راستے غلط ہیں۔ خدا بہت ورا اور ورا ہستی ہے۔ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر ان سے مانا سکتا (یعنی وہ بستی جس میں یہ خود رہتے ہیں) کے بارے میں پوچھا جائے کہ اس بستی کو کونسا راستہ جاتا ہے تو یہ اس کا راستہ بتانے میں بھی غلطی کر جائیں گے۔ خدا کا راستہ تو وہی بتا سکتا ہے جس کو خدا کی معرفت حاصل ہو اور جو آیا ہی اس کی طرف سے ہو۔ ذیل میں ہم حضرت گوتم بدھ کے اصل الفاظ درج کرتے ہیں۔ لکھا ہے کہ آپ نے وسیتھا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"That man, Vasettha, born and brought up at Manasakata might, if he were asked the way to Manasakata, fall into doubt and difficulty but to Tathagata, when asked touching the path which leads to the World of Brahma, there can be neither doubt nor difficulty. For Brahma, I know, Vasettha, and the World of Brahma, and the path which leads unto it. Yea, I know it even as one who has entered the Brahma-world and has been born within it!" (Sacred Books of

Buddhists Vol. II Page 315)

یعنی "اے وسیتھا! اگر اس شخص سے . جو
مانا شکتا گاؤں میں پیدا ہوا اور وہیں
پلا بڑھا پوچھا جائے کہ مانا شکتا کو کونسا
راستہ جاتا ہے تو وہ شبہ میں پڑ سکتا
ہے اور اُسے راستہ بتانے میں دقت
بھی پیش آ سکتی ہے ۔ لیکن اگر تتھاگتا (یعنی
انسان کامل ۔ مراد خود بدھ سے ہے ۔ اُن
کے پیرو اُنہیں اسی نام سے یاد کرتے تھے
ناقل) سے خدا کی بادشاہت کا راستہ
پوچھا جائے تو وہ نہ شبہ میں پڑ سکتا ہے
اور نہ اُسے کوئی دقت پیش آ سکتی ہے ۔
کیونکہ اے وسیتھا! میں خدا اور اس کی
بادشاہت کو جانتا ہوں ۔ اور اس راستہ
کو بھی جانتا ہوں جو اس تک پہنچاتا ہے
یہی نہیں مجھے تو اس حیثیت سے بھی ان
سب باتوں کا علم ہے کہ میں خدا کی بادشاہت
میں داخل ہوں اور وہیں پیدا ہوا ہوں ۔"

حضرت گوتم بدھ کا یہ ارشاد اس حقیقت کو روز روشن کی طرح عیاں کر رہا ہے کہ آپ خدا کے سچے فرستادہ تھے ۔ آپ نے دُنیا کو دہریت کی نہیں بلکہ خدا پرستی کی تعلیم دی کیونکہ آپ صاف لفظوں میں اعلان کرتے ہیں کہ میں خدا کو جانتا ہوں اور مجھے اس کی آسمانی بادشاہت کا بھی علم ہے ۔ اور کیونکر علم نہ ہو جبکہ میں پیدا ہی اس کی بادشاہت میں ہوا ہوں ۔ اگر وہ جیسا کہ مغربی محققین کا خیال ہے یا نادانی سے خود اُن کے پیرو سمجھتے ہیں خدا کے قائل نہ ہوتے تو وہ وسیتھا سے صاف کہتے کہ خدا کی ہستی سرے سے ہے ہی نہیں ۔ برہمن جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم خدا تک پہنچنے کا راستہ بتا سکتے ہیں ۔ انہوں نے ایک سچے فرستادہ کی طرح کہا تو یہ کہا کہ خدا کا علم اِن دُنیا دار برہمنوں کو نہیں ہے ۔ اگر خدا سے ملنا چاہتے ہو تو اُس تک پہنچنے اور اس سے ملنے کا راستہ مجھ سے پوچھو ۔ کیونکہ مجھے اس کی صحیح معرفت حاصل ہے ۔ خدا کی ہستی کے صاف اور واضح اقرار اور اس پر علیٰ وجہ البصیرت ایمان کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے ۔

ایک امر کی وضاحت

اس مکالمے میں حضرت گوتم بدھ نے خدا کے لئے برہما کا لفظ استعمال کیا ہے جو خالص برہمن اصطلاح ہے ۔ حالانکہ حضرت گوتم بدھ برہمنوں کے پیش کردہ دیوی دیوتاؤں کے سخت خلاف تھے خود بدھ مت کی کتب میں کئی ایک ایسی باتیں ملتی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہرگز اِن دیوی دیوتاؤں کو نہیں مانتے تھے ۔ اس مکالمے میں نہ صرف یہ کہ انہوں نے برہما کی نفی نہیں کی بلکہ اُسے ایک بالاتر ہستی کے طور پر تسلیم کیا ہے ۔ اور ساتھ ہی یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں اس بالاتر ہستی تک پہنچانے کی اہلیت رکھتا ہوں ۔ دراصل برہما کا وہ محدود تصور جو برہمنوں کے ذہن میں تھا حضرت گوتم بدھ کے نزدیک قابلِ قبول نہ تھا ۔ اسی لئے انہوں نے متعدد جگہ دیوی دیوتاؤں کی نفی کی لیکن وہ ایک وراء الوراء ہستی کے قائل تھے ۔ وسیتھا کو سمجھانے کے لئے انہوں نے اس وراء الوراء ہستی کے لئے برہما کا لفظ استعمال کیا ۔ اگر وہ برہمنوں کی اصطلاح استعمال نہ کرتے تو ہو سکتا تھا کہ برہمن اُن کی بات پوری طرح سمجھ نہ پاتے ۔ پس اس مکالمے میں برہما سے مراد برہمنوں کا دیوتا نہیں ۔ بلکہ خداوند تعالیٰ کی ذات ہے ۔ اسی طرح برہما کی دُنیا سے مراد آسمانوں کی وہ دُنیا نہیں جس پر برہمنوں کے خیال کے مطابق برہما کی حکمرانی قائم ہے بلکہ مراد اُس آسمانی بادشاہت

سے ہے جس کی اصطلاح اسی دُنیا میں انسانوں کے روحانی ارتقاء اور تعلق باللہ کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیجاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فلاڈلفیا کے مسٹر البرٹ جے۔ ایڈمنڈس نے اپنی کتاب "Buddhist and Christian Gospels" جلد دوم کے صفحہ ۸۸ و ۸۹ پر اس مکالمے کا انگریزی ترجمہ کرتے ہوئے "برہما" کا ترجمہ God یعنی خدا اور برہما کی دُنیا کا ترجمہ Kingdom of God یعنی آسمانی بادشاہت کیا ہے اور سیاق و سباق کے لحاظ سے بھی اس کا صحیح ترجمہ ہے۔

خدا کو پانے کا طریق

اسی مکالمہ میں آگے چل کر حضرت گوتم بدھ وسیتھا کو تفصیل سے بتاتے ہیں کہ خدا کو پانے اور اس سے ملنے کا کیا طریق ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ گاہے گاہے دُنیا میں خدا کا ایک برگزیدہ مبعوث ہوتا ہے۔ اس کو فراستِ روشن ضمیری اور بصیرت کے ساتھ ساتھ دونوں جہانوں کا علم دیا جاتا ہے اُس پر اس کائنات اور اگلے جہان کے اسرار کھولے جاتے ہیں، وہ فرشتوں کو بھی جانتا ہے اور شیطان کو بھی، وہ برہمنوں سے بھی واقف ہوتا ہے اور عام دُنیا داروں سے بھی۔ جو شخص اُس کی آواز پر کان دھرتا ہے خواہ وہ برہمن ہو یا کوئی اچھوت اور شودر اُس کے لئے خدا تک پہنچنے کی راہ آسان ہو جاتی ہے۔ نیک اعمال بجا لانے اور تقویٰ اختیار کرنے سے بالآخر وہ اسی طرح غصہ، حسد، تعصب اور دیگر برائیوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ جس طرح خدا ان سب باتوں سے پاک ہے۔ اُس کا اس طرح پاک ہونا یعنی خدا کے رنگ میں رنگین ہونا اسے خدا سے ملنے کا اہل بنا دیتا ہے۔ حضرت گوتم بدھ کے ان ارشادات کو یہاں اختصار کے ساتھ پیش کیا گیا ہے ورنہ مکالمہ میں انہوں نے ان میں سے ایک ایک بات کو وضاحت سے پیش کیا ہے۔ وہ وسیتھا کو نیکی اور پارسائی کی تلقین کرتے جاتے ہیں اور ہر ہر تلقین کے بعد کہتے جاتے ہیں :-

"یہ ہے خدا سے ملنے کا طریق"

یہ سارا مکالمہ ہی اوّل سے آخر تک انہی مضامین پر مشتمل ہے کہ خدا کو پانے کا طریق کیا ہے؟ کون خدا کو پانے کا طریق بتا سکتا ہے؟ اور وہ طریق ہے کیا؟ یہ سب مضامین اس حقیقت پر گواہ ہیں کہ حضرت گوتم بدھ خدا کے قائل اور اس کے رنگ میں رنگین تھے اور دوسروں کو بھی اسی کے رنگ میں رنگین کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔

خدا تک پہنچنے کے مختلف مراحل

پھر حضرت گوتم بدھ کی تعلیم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے خدا تک پہنچنے کے مختلف مراحل کا بھی ذکر کیا ہے۔ ابتدائی دو مراحل وہ ہیں جن میں انسان شکوک و شبہات کے چکّر میں سے نکلنے کے لئے بار بار اپنے اُوپر فنا وارد کرتا ہے اور اسکے نتیجے میں اُسے ایک نئی زندگی ملتی ہے۔ اسی زندگی میں بار بار مرنے اور جینے کا یہ سلسلہ چلتا چلا جاتا ہے حتّٰی کہ انسان کے تمام شکوک و شبہات دُور ہو جاتے ہیں اور اسے لقائے الٰہی نصیب ہو جاتا ہے۔ لقائے الٰہی نصیب ہو جانے کے بعد شکوک و شبہات کا وجود باقی نہیں رہتا۔ اسلئے بار بار اپنے اُوپر فنا وارد کرنے اور بار بار جینے کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ چونکہ آپ کی وفات کے بعد چند سو سال کے اندر اندر بدھ مت پر برہمن ازم غالب آ گیا اسلئے آپ کی تعلیم کے اس حصّے کو اُور ہی معنے پہنا کر اسے آواگون یعنی ایک دفعہ مرنے کے بعد مختلف جونیوں میں بار بار جنم لینے کے عقیدے سے ہمکنار کر دیا گیا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اسی زندگی کے دوران مختلف حالتوں میں سے گزرنے کو پیدائش اور موت کے چکّر سے تشبیہ دی تھی جسے پورے طور پر سمجھا نہیں گیا۔

بہرحال جہاں انہوں نے خدا تک پہنچنے کے ان مراحل کا ذکر کیا ہے وہاں قطع نظر اس سے کہ بعد میں ان مراحل کو کچھ اور ہی معنے پہنا دیئے گئے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وہ خدا کے قائل ضرور تھے اور انہوں نے ان لوگوں کو جو اُن پر ابتدائً ایمان لائے تھے خدا سے ملا دیا تھا اور ان کے طفیل انہیں وصالِ الٰہی نصیب ہو گیا تھا۔ چنانچہ بدھ مذہب کی کتب کے جن تین سلسلوں کا "تری پٹکا" کے زیرِ عنوان ہم نے اوپر ذکر کیا ہے اُن میں سے پہلا سلسلۂ کتب یعنی "وِنائے" جن کتابوں پر مشتمل ہے ان میں سے ایک "مہاوگا" (Maha-Vagga) کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں یہاں اس امر کا ذکر آتا ہے کہ جب حضرت گوتم بدھ نے اپنے پہلے ساٹھ مریدوں کی اچھی طرح تربیت کر لی اور اُن کے نفوس کا پوری طرح تزکیہ ہو گیا تو انہوں نے ان مریدوں کو ہدایت کی کہ وہ خدا کی وسیع زمین میں پھیل جائیں اور جو تعلیم انہیں دی گئی ہے اس کا پرچار کریں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ حضرت گوتم بدھ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"See now! you have passed the river and reached the shore of peace, and for you birth and death are no more, being one with the Unchanging. Go then through every country, teach those who have not heard" (The Life of the Buddha by Adams Beck Page 182)

"دیکھو! اب تم (شکوک و شبہات کے) دریا کو عبور کر کے امن کے ساحل پر پہنچ گئے ہو اور تمہارے لئے اُس ہستی کے ساتھ اتحاد کے باعث جو تغیر و تبدل سے مبرا ہے (اسی زندگی میں) بار بار مرنے اور جینے کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے اسلئے اُٹھو اور ملک ملک نکل جاؤ اور جو لوگ اس تعلیم سے بے بہرہ ہیں انہیں اس سے آگاہ کرو۔"

یہاں یہ امر خاص طور پر توجہ اور غور کے لائق ہے۔ کہ حضرت گوتم بدھ نے امن کے ساحل پر پہنچنے کا باعث اُس ہستی کے ساتھ وصال کو قرار دیا ہے جو الآن کما کان ہے یعنی ہر قسم کے تغیر و تبدل سے مبرا ہے۔ ایسی ہستی ایک ہی ہے اور وہ ہے خداوند تعالیٰ کی ذات جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ ہر چیز کے لئے فنا اور تغیر ہے۔ سوائے اس ایک ہستی کے جو حیّ لا یموت ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت گوتم بدھ خدا کی ہستی کے قائل تھے اور اس کے الآن کما کان اور حیّ لا یموت ہونے پر پورا ایمان رکھتے تھے اور ان کا ایمان اس قدر کامل تھا کہ ان کے سچے اور مخلص پیروؤں کو بھی اُن کے طفیل اُس حیّ لا یموت خدا کی معرفت اور اس کا وصال نصیب ہو گیا تھا۔ حتیٰ کہ جب آپ کے ایک مرید اساجی (Assaji) نے سری پتا (Sariputta) نامی برہمن کو تبلیغ کی اور اُسے حضرت گوتم بدھ کی تعلیم سے آگاہ کیا تو روحانی مسرت سے سرشار ہو کر وہ بھی پکار اُٹھا۔

"There is but one Unchanging motionless and eternal" (The Life of the Buddha by Adams Beck Page 186)

"بلاشبہ ایک ہی ہستی ہے جو تغیر و تبدل سے

پاک ہے جو غیر مجسم ہونے کے لحاظ سے
غیر متحرک ہے اور جو ہمیشہ سے ہے اور
ہمیشہ رہے گی۔"

اشوک کے کتبوں میں خدا کا ذکر

ہر چند کہ حضرت گوتم بدھ کی تعلیم زیادہ عرصہ اپنی اصل حالت پر قائم نہیں رہی اور برہمن ازم کے غالب آجانے کے بعد یہ اس قدر محرف و مبدل ہوگئی کہ اس میں اور برہمن ازم کے فلسفیانہ خیالات میں بہت خفیف سا فرق رہ گیا۔ پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ یہ راجہ اشوک کے زمانے تک اس قدر نہ بگڑی تھی کہ حضرت گوتم بدھ کے پیرو سرے سے خدا کی ہستی کے ہی منکر ہوگئے ہوں اور اس بات کو ہی بھلا بیٹھے ہوں کہ اس دنیا کو پیدا کرنیوالا اور اس کی ربوبیت کے سامان کرنے والا بھی کوئی ہے اور اس کی رضا حاصل کرنے کے ساتھ ہی انسان نجات حاصل کر سکتا ہے۔ راجہ اشوک کے کتبے آج کے دم تک محفوظ ہیں زمانہ مابعد میں ان کے اندر تغیر و تبدل کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا۔ یہ امر تو قرین قیاس ہے کہ حضرت گوتم بدھ کی وفات کے بعد راجہ اشوک تک کے درمیانی عرصہ میں ان کی اصل تعلیم کچھ حد تک محرف ہوگئی ہو لیکن راجہ اشوک کے وقت میں وہ جس شکل میں پائی جاتی تھی وہ بعینہ وہی شکل ہے جسکی نشاندہی اشوک کے کتبوں سے ہوتی ہے۔ کتابوں میں تحریف ہوسکتی ہے جیساکہ بدھ مت کی کتب میں اشوک کے بعد بھی ہوتی چلی گئی لیکن ان کتبوں میں تحریف کا ہونا جو پتھر پر کندہ ہیں محال ہی نہیں یکسر ناممکن ہے۔ اسی لئے بعض ماہرین نے حضرت گوتم بدھ کی اصل تعلیم معلوم کرنے کے سلسلے میں قدیم کتب پر ان کتبوں کو ترجیح دی ہے اور انہیں کتابوں کے مقابلے میں زیادہ مستند قرار دیا ہے۔ چنانچہ راجہ اشوک کے یہ کتبے جو برّ صغیر کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہیں اس حقیقت پر گواہ ہیں کہ اشوک کے وقت تک بدھ مت میں وجودِ باری سے انکار کا نظریہ داخل نہیں ہوا تھا کیونکہ ان کتبوں میں جنت دوزخ، حیاتِ اُخروی اور تقویٰ و طہارت کا ہی ذکر نہیں ہے بلکہ براہِ راست خدا تعالیٰ کا بھی ذکر موجود ہے۔ اگرچہ تقویٰ و طہارت، نیک اعمال، جزا و سزا اور حیاتِ اُخروی کا ذکر ہی اپنی ذات میں اس امر کا کافی سے زیادہ ثبوت ہے کہ اشوک کے وقت میں حضرت گوتم بدھ کے پیرو خدا کے بھی قائل تھے تاہم ان کتبوں کے گہرے مطالعہ کے بعد اب یہ امر بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ ان میں خدا تعالیٰ کا ذکر بڑے اہتمام سے کیا گیا ہے اور اس پر ایمان لانے اور اُس کی حمد و ثنا میں مصروف رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔

اوّلاً جب مغربی محققین نے ان کتبوں کے مطالعہ اور ان میں بیان کردہ مضامین کی طرف توجہ کی تھی تو وہ زبان کی پوری واقفیت نہ رکھنے کی وجہ سے اسی نتیجے پر پہنچے تھے کہ ان میں نیکی و پارسائی، جزا و سزا، حیاتِ اخروی، جنت و دوزخ اور فرشتوں وغیرہ کا تو ذکر ہے لیکن خدا کا ذکر نہیں ہے۔ مگر بیسویں صدی عیسوی کے اوائل میں جب ان کتبوں کا گہری نظر سے مطالعہ کیا گیا تو محققین اس نتیجے پر پہنچے کہ ان میں خدا کا ذکر بھی موجود ہے۔ چنانچہ پرنسپ اور آرتھر للی نے اپنی کتابوں میں اشوک کے دو کتبے ایسے بھی درج کئے ہیں جن میں خدا پر ایمان لانے کی تلقین کی گئی ہے۔ ذیل میں ہم آرتھر للی (Arthur Lillie) کی کتاب "India in Primitive Christianity" سے ان دونوں کتبوں کی عبارتیں درج کرتے ہیں۔ ان میں سے پہلا کتبہ ہندوستان کے مشرقی ساحل پر کٹک کے علاقے میں جگن ناتھ سے بیس میل

کے فاصلے پر دھولی کی چٹان پر کندہ ہے اور کتبۂ دھولی
کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں :-

"Much longing after the things (of this life) is a disobedience, I again declare; not less so is the laborious ambition of dominion by a prince who would be a propitiator of heaven. Confess and believe in God (Is'ana), who is the worthy object of obedience. For equal to this (belief), I declare unto you, ye shall not find such a means of propitiating heaven. Oh strive ye to obtain this inestimable treasure." (RBS)

"میں دوبارہ اعلان کرتا ہوں کہ اس زندگی کی چیزوں کی خواہش کرنا اور انہیں منتہائے مقصود بنانا ایک قسم کی نافرمانی ہے۔ اسی طرح ایک بادشاہ کا جو جنت کے حصول کا مستحق ہو سکتا ہے قوت و اقتدار کی صبر آزما امنگ میں گھلنا کچھ کم نافرمانی نہیں ہے۔ خدا (ایشانہ) پر ایمان لاؤ اور اس کی ہستی کا اقرار کرو۔ کیونکہ وہی اس بات کا سزاوار ہے کہ اُسی کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے۔ میں تم سے علی الاعلان کہتا ہوں کہ اس اعتقاد کے ہم پلہ جنت کے حصول کا اور کوئی ذریعہ تم نہ پاؤ گے۔ پس اے لوگو! اس بیش بہا خزانہ کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔"

اسی طرح کتبہ ۷ میں اور باتوں کے علاوہ یہ بھی لکھا ہے :-

"Thus spake Devanampiya Piyadasi: Wherefore from this very hour I have caused religious discourses to be preached. I have appointed religious observances that mankind, having listened thereto, shall be brought to follow in the right path, and give glory to God."

Page 86

"دیوتاؤں کا پیارا پیادا اسی (مراد راجہ اشوک سے ہے۔ ناقل) یوں کہتا ہے :- آج کے دن سے میں نے لوگوں کو مذہبی تعلیم دینے کا انتظام کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ مذہبی احکام کی اس طور پر بجا آوری کی جائے کہ بنی نوع انسان ان احکام کو سُنکر صراطِ مستقیم پر گامزن ہو سکیں اور خدا کی بڑائی اور اس کی عظمت کا اقرار کر سکیں۔"

ظاہر ہے کہ ان دونوں کتبوں میں صاف اور واضح طور پر خدا کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کی ہستی کا اقرار کرنے، اس پر ایمان لانے اور اس کا ذکر بلند کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ جنت حاصل کرنے کے لئے اسے واحد ذریعہ اور

بیش بہا خزانہ قرار دیا گیا ہے۔ ان میں خدا کی ہستی کے لئے جو لفظ استعمال کیا گیا ہے اس کے معنے یہاں بجز خدا کے اور کچھ نہیں ہو سکتے۔ وہ لفظ جیسا کہ ان کتبوں کے متن میں اوپر گزر چکا ہے "ایشانہ" (Isana) ہے سنسکرت انگلش ڈکشنری مرتبہ شودرام آپٹے میں اس لفظ کے معنے آقا، مالک اور خداوند دیئے گئے ہیں اور لکھا ہے کہ "ایشانہ" شودیوتا کا نام بھی ہے جس سے مراد خدا لی جاتی ہے۔ پس سیاق و سباق کے لحاظ سے اس کا صحیح ترجمہ God ہی بنتا ہے۔ پھر اس امر کے ثبوت میں مسٹر آرتھر لِلی نے اپنی مذکورہ بالا کتاب کے ص۱۱۵ پر یہ بھی لکھا ہے کہ ماہرین نے "خدا بادشاہ کو سلامت رکھے" کا سنسکرت میں جو ترجمہ کیا ہے اس میں بھی انہوں نے خدا کی جگہ "ایشانہ" کا لفظ ہی استعمال کیا ہے۔ جو اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ ان کتبوں میں "ایشانہ" کا جو لفظ آتا ہے اس سے مراد خداوند تعالیٰ کی ذات ہی ہے۔

الغرض بدھ مت کی قدیم کتب کے گہرے مطالعہ اور اشوک کے کتبوں کی مزید چھان بین سے یہ بات کسی مزید دلیل کی محتاج نہیں رہتی کہ حضرت گوتم بدھ خدا کی ہستی پر پورا ایمان رکھتے تھے اور انہوں نے دنیا میں آکر خدا پرستی ہی کی تعلیم دی تھی۔ اسی لئے انہیں اپنے آسمانی مشن میں عظیم الشان کامیابی نصیب ہوئی اور دنیا کے کروڑوں کروڑ انسان ان کے فرستادۂ برحق ہونے پر ایمان لائے اور آج کے دن تک کروڑوں کروڑ انسان انہیں اپنا روحانی پیشوا ماننے پر مجبور ہیں۔ پھر اس سے یہ بھی عیاں ہو جاتا ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کا یہ ارشاد کہ "یہ الزام کہ بدھ خدا کا قائل نہیں تھا محض ایک افترا ہے" کیسی عظیم الشان صداقت پر مبنی تھا۔ اس وقت کے تمام مغربی محققین کہہ رہے تھے کہ ناستک تھا۔ خود ان کے اپنے پیرو اعلان کر رہے تھے کہ ہمارے اپنے مذہب کا امتیازی نشان ہی یہ ہے کہ وہ خدا سے بے نیاز کر کے انسانوں کو نیکی اور تقویٰ و طہارت کے اوصاف سے متصف کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے مغربی محققین کی ریسرچ کو کوئی وقعت نہ دیتے ہوئے اور اس امر کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کہ بدھ مت کے پیرو کیا مانتے ہیں اور کیا اعتقاد رکھتے ہیں بانگ دہل اعلان فرمایا کہ گوتم بدھ موحد تھے اور ان کے متعلق یہ کہنا کہ انہوں نے دنیا کو دہریت کی تعلیم دی خدا کے ایک پاکباز انسان پر بہت بڑا افترا ہے۔ آج خود بدھ مت کی قدیم کتب اور ان کے تراجم کے مطالعہ اور اشوک کے کتبوں کی مزید چھان بین نے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ مغربی محققین کی ریسرچ بھی جھوٹی تھی اور بدھ مت کے پیروؤں کا عقیدہ بھی جھوٹا ہے۔ سچ بات وہی ہے جس کا اعلان حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ یعنی یہ کہ حضرت بدھ خدا کے پاکباز بندے تھے اور ان پر یہ الزام کہ وہ خدا کی ہستی کے ہی قائل نہ تھے ایک خطرناک افترا سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا ✤

تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى

۱۔ محترم جناب خواجہ امیر بخش صاحب آف لاہور نے اعانت الفرقان میں -/۲۵ روپے بھجوائے ہیں۔

۲۔ مکرم جناب محمد ابراہیم صاحب خلیل مبلغ فری ٹاؤن سیرالیون نے تبلیغ سے بخیریت واپسی اور محلہ دارالصدر میں مکان کی تعمیر شروع کروانے کی خوشی میں ۲/۸ بھجوائے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

دیگر احباب بھی اعانت الفرقان میں حصہ لیکر ادارہ سے تعاون کریں۔

مہاتما بُدھ کا مختصر جیون

(مکرم جناب چوہدری عبدالواحد صاحب بی۔اے۔ ودیارتھی)

مہاتما بُدھ کی پیدائش سے پہلے بھارت کی مذہبی و اخلاقی حالت

چھٹی صدی (ق م) سے پہلے بھارت میں براہمنوں کا دور دورہ تھا۔ انہوں نے مذہب کو ہر پہلو سے ایسا مشکل بنا رکھا تھا کہ امراء ہی اس پر عمل کر سکتے تھے اور یہی ان کا مقصد تھا۔ امراء ہی کا طبقہ ایسا تھا جس سے وہ فائدہ اٹھا سکتے تھے۔ بسبب پروہتوں کی اولاد اور ان کا جانشین ہونے کے عوام و خواص پر اُن کا رعب تھا۔ اپنے اختیارات کو استعمال کرنے میں وہ اتنے نڈر ہو گئے تھے کہ مذہبی کتب بھی ان کے دستِ تصرف سے محفوظ نہ رہ سکیں۔ ان میں بھی انہوں نے من مانا تغیر و تبدل کیا۔

اسی متکبر اور خود سر قوم میں سے برہسپتی نامی ایک برہمن زادے نے حیوانوں جیسے ایک شرمناک فعل کا ارتکاب کیا جس پر دوسرے براہمنوں نے اس کا بائیکاٹ کر دیا۔ برہسپتی نے انتقامی جذبہ کے ماتحت ان برہمنوں کے مقابلہ میں ایک نئی جماعت قائم کر لی۔ جس کا مقصد ہر اُس بات کی مخالفت کرنا تھا جو براہمن کہیں۔ برہسپتی کے بعد اس کا جانشین چارواک ہوا جس نے اپنے پیروؤں کو سرے سے ہی تمام اخلاقی اور مذہبی قیود سے آزاد کر دیا۔ بدھ کی پیدائش سے پہلے برہمنوں کی نفس پروری اور چارواکوں کی عیش پرستی سے عوام و خواص سخت بیزار تھے۔ اور خواہش رکھتے تھے کہ کوئی مصلح آ کر اُن کو اُن کے پنجہ سے نجات دلائے۔

بُدھ کی پیدائش

قنوج سے کمایوں تک کا سارا علاقہ کسی وقت شاکیہ[1] خاندان کے کھشتریوں کا جائے مسکن تھا۔ اس کے مشرق میں مگدھ دیش تھا جس پر پچھوی خاندان کی حکومت تھی۔ مگدھ کے راجہ نند نے کھشتریوں کو مار کر اپنی حکومت سے باہر نکال دیا تھا۔ کھشتری کمزور ہو چکے تھے۔ شاکیہ خاندان نے ملک کی حفاظت کا ذمہ اپنے پر لیا۔

شاکیہ دیش کا دار الحکومت ایک پہاڑی ندی روہنی کے کنارے کپل وستو[2] کے نام سے مشہور تھا۔ شدھودن اس کا

---

[1] شاکیہ۔ بدھ گھوش اپنی کتاب "سوندرانند" میں لکھتا ہے کہ سودیہ ونشی ایک شخص نے باپ کی بددعا سے بھاگ کر کپل منی کے آشرم میں پناہ لی تھی۔ یہ جگہ ساگ پات اور سبزہ زاروں سے ڈھکی ہوئی تھی (بعد میں اس شخص کی اولاد کی وہاں حکومت قائم ہو گئی) اس وجہ سے ان کا نام "ساکیہ" ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ شاکیہ کا مصدر شکتی بمعنی طاقت ہے۔ کھشتری طاقتور تھے اس لئے شاکیہ کہلائے۔

[2] کپل وستو۔ بدھ گھوش اپنی تصنیف بُدھ چرتر میں لکھتا ہے کہ کسی زمانہ میں کپل رشی نے یہاں تپسیا کی تھی۔ اس وجہ سے اس جگہ کا نام کپل وستو (کپل کے رہنے کی جگہ) ہوا۔

راجہ تھا۔ یہی گوتم کا باپ تھا۔ گوتم کا جنم ۵۶۷ برس قبل مسیح اس نگر میں ہوا۔ پیدائش کے ساتویں دن والدہ کی وفات ہوگئی۔ گوتم نے خالہ ماتا کی گود میں پرورش پائی۔ لکھا ہے گوتم کی پیدائش بہت مبارک تھی۔ کیونکہ اس کی پیدائش کے بعد کئی لوگوں کو ان کے مقاصد میں کامیابی حاصل ہوئی۔ اسی وجہ سے گوتم کا نام سدھارتھ (جن کے آنے سے لوگوں کے مقاصد حل ہوگئے) بھی ہوا۔

باطنی کشمکش کا آغاز

کپل وستو میں ایک خاص دن اجتماعی طور پر ہل چلانے کی تقریب منائی جایا کرتی تھی۔ سدھارتھ بھی اپنے باپ کے ساتھ یہ تقریب دیکھنے گیا۔ گرمی کا موسم تھا۔ لوگ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے لئے بیلوں کو ڈنڈوں سے بُری طرح پیٹتے۔ جس سے سدھارتھ کو سخت صدمہ ہوا۔ گھر آکر اس نے باپ کو مشورہ دیا کہ وہ ہل چلوانا چھوڑ دے۔ کیونکہ اس طرح نہ صرف بے زبانوں پر ظلم ہوتا ہے بلکہ کئی دوسرے جاندار بھی مرجاتے ہیں۔

سدھارتھ کے من میں بچپن سے ہی جانداروں کے ساتھ محبت اور ہمدردی پیدا ہوگئی تھی۔ جوں جوں سدھارتھ عمر میں بڑھتا گیا جانداروں کے ساتھ اس کی ہمدردی کا جذبہ بھی بڑھتا گیا۔ اس کے ساتھ ہی دنیاوی زندگی میں پیش آنے والے حادثات مثلاً دُکھ، بیماری، بڑھاپا اور موت کے مشاہدات نے سدھارتھ کے دل و دماغ پر اتنا گہرا اثر کیا جس سے اس کی سب خوشیاں غموں میں تبدیل ہوگئیں۔ دُنیا سے دل اُچاٹ ہوگیا۔ وہ اس زندگی کو دُکھ اور تکالیف کا گھر سمجھ کر اس سے متنفر ہوگیا۔ وہ ہر گھڑی اسی سوچ میں رہتا کہ آخر ان کا کوئی علاج بھی ہے۔

بیٹے کی اس کیفیت کا علم جب باپ کو ہوا تو اس نے اس کا دل دنیاوی لذات کی طرف مائل کرنے کے لئے ایک خوبصورت لڑکی کے ساتھ اس کی شادی کردی اور دلبستگی کے لئے راج محل میں ناچ اور گانے بجانے وغیرہ کا انتظام بھی کردیا۔

سدھارتھ کو مغموم و متفکر رہتے ہوئے دیکھ کر اس کی بیوی گوپا نے ایک دن کہا "ناتھ! کہئے کیا حال ہے؟"

سدھارتھ نے کہا "پیاری! تمہیں دیکھ کر جو آنند اور سُکھ مجھے حاصل ہوتا ہے وہی میرے دُکھ کا کارن ہے۔ میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں کہ سب عیش و عشرت عارضی اور بے حقیقت ہیں۔ بیماری اور بڑھاپا اور آخر موت ہمارا خاتمہ کردے گی۔"

باپ کو جب علم ہوا کہ بیٹا دُنیا سے بیزار ہوچکا ہے تو اس نے اُسے سمجھانے کی کوشش کی۔ سدھارتھ نے کہا اگر میرے چار سوالوں کا جواب تسلی بخش دیدیا جائے تو میرا ارادہ تبدیل ہوسکتا ہے۔ اور وہ چار سوال یہ ہیں:۔

(۱) مصائب میری دولت کو نہ چرائیں (۲) بیماری میری صحت خراب نہ کرے (۳) بڑھاپا میری جوانی کو چوپٹ نہ کرے (۴) موت میرا جسم مجھ سے نہ چھین لے۔ باپ نے کہا ان باتوں کے متعلق یقین دلانا انسانی طاقت سے باہر ہے۔ سدھارتھ نے کہا پھر جس گھر کو آگ لگ رہی ہو اسکو چھوڑ دینا ہی عقلمندی ہے۔

تلاشِ حق اور اس کیلئے جدوجہد

بیماری، بڑھاپا اور موت کا تصور ہر لمحہ سدھارتھ کے سامنے تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اس دنیا کے تمام بندھنوں سے یکسر آزاد ہوکر کسی ایسی دُنیا میں چلا جائے جہاں یہ چیزیں نہ ہوں یا ان کا کوئی علاج مل جائے۔ اس مقصد کو دماغ میں رکھ سدھارتھ حق کی تلاش میں ایک رات گھر سے نکل کھڑا ہوا۔ کپل وستو کی حدود سے باہر ہوکر سر کے بال منڈا دیئے، شاہانہ لباس اُتار پھینکا، اور بھکشوؤں کا لباس پہن بغیر کسی خاص منزلِ مقصود کے کپل وستو

کے جنوب مشرق کے جنگلوں میں آگے ہی آگے چلتا گیا۔ کئی آشرموں میں گیا۔ کئی اچاریوں سے ملاقات کی۔ کئی لوگوں کو سخت ریاضتیں کرتے دیکھا۔ مثلاً بعض لوگ دیکھے جو درختوں کے ساتھ الٹے لٹکے ہوئے تھے۔ بعض آگ سے اپنے جسم کو جلا رہے تھے۔ بعض سردی کے موسم میں ٹھنڈے پانی میں کھڑے تھے۔ بعض سانپ کی طرح زمین پر رینگ کر چلتے تھے۔ بعض لذیذ کھانا ترک کر کے ٹڈی مچھر وغیرہ کھا کر جسم اور روح کو قائم رکھے ہوئے تھے۔ سدھارتھ نے بھی کئی کٹھن ریاضتیں کیں۔ کئی اچاریوں سے شاستر پڑھے۔ بڑے بڑے برت دھارن کئے مگر اطمینانِ قلب حاصل نہ ہوا۔ آخر اس نے عزم کیا کہ اتنی سخت ریاضت کی جائے جس سے تمام خواہشات مٹ جائیں۔ جب خواہشات مٹ جائیں گی تو تسکینِ قلب حاصل ہو جائے گی۔ شاستر پڑھنے سے حقیقی خوشی نصیب نہیں ہو سکتی۔ اس ارادہ سے انہوں نے "نے رنجنا" ندی میں اشنان کیا اور اس عزم کیا تھ سمادھی لگا کر بیٹھ گئے:-

इहासने शुष्यतु मे
शरीरं त्वगस्थि मांसं
प्रलयं च यातु ।
अप्राप्य बोधिं बहुकल्प
दुर्लभां नैवासनात्
कायमतश्चलिष्यते ॥

یعنی اس آسن پر خواہ میرا جسم سوکھ جائے ہڈی، چمڑا، گوشت خواہ گل جائے، ہر قسم کے ذرائع سے بھی نایاب بودھی (معرفت) کو بغیر حاصل کئے اس آسن کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا!"

سدھارتھ نے لگاتار چھ سال تک سخت ریاضت کی۔ اپنی غذا کو کم کرتے کرتے نہ ہونے کے برابر کر دیا۔ جسم سوکھ کر پنجرہ رہ گیا۔ اس دوران شیطان نے پھسلانے کی ہر طرح کوشش کی۔ کئی طرح کے لالچ دیئے۔ کئی طریقوں سے ڈرایا۔ مگر سدھارتھ اپنے ارادہ پر قائم رہا۔

ایک خواب اور اس کی تعبیر

ایک رات سدھارتھ نے خواب میں اندر دیوتا کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں تین تار کا ایک تمبورا ہے۔ اس کی ایک تار اتنی مضبوط ہے جسے ہلانے سے کرخت آواز پیدا ہوتی ہے۔ دوسری تار اتنی ڈھیلی ہے کہ اسے ہلانے سے کوئی آواز نہیں نکلتی۔ تیسری تار نہ بہت مضبوط ہے اور نہ بہت ڈھیلی۔ اسے ہلانے سے نہایت سریلی آواز نکل کر آسمان کی طرف اٹھتی ہے۔ سدھارتھ کا دماغ روحانی نور سے منور ہو گیا۔ اسے معلوم ہو گیا کہ عرفان نہ سخت ریاضت کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے اور نہ ہی نچلے جذبات کے تحت ہو جانے سے۔ بلکہ درمیانی راستہ اختیار کرنے سے حقیقی علم حاصل ہوتا ہے اور اس کے لئے مضبوط جسم درکار ہے۔

حصولِ معرفت کے بعد اس کا پرچار

بدھ وہاں سے اٹھے۔ اشنان کرنے کی غرض سے ندی میں اترے۔ مگر جسم اتنا کمزور ہو چکا تھا کہ کنارے پر نہ آ سکے۔ آخر دریا میں جھکی ہوئی درخت کی ایک شاخ کو پکڑ کر باہر آئے۔

بدھ کا مقصد حاصل ہو چکا تھا۔ دکھ، بیماری اور موت کا کٹھن مسئلہ حل ہو گیا تھا۔ جس نور سے اس کا دل منور ہو چکا تھا اس نور کو دوسروں تک پھیلانا چاہتا تھا۔ چنانچہ بدھ نے اپنی تعلیم کو پھیلانے کا پروگرام شروع کیا۔ پہلا

اُپدیش بنارس کے نزدیک سارناتھ میں دیا۔ لوگ جوق در جوق آتے، بدھ کے اُپدیش سُنتے اور اُن کی شاگردی قبول کرتے۔ بدھ نے اپنے شاگردوں سے کہا ملک میں پھیل جاؤ۔ گھر گھر جاکر تبلیغ کرو۔ مگر تم میں سے دو اکٹھے ایک طرف نہ جائیں۔ خود مگدھ کی راجدھانی راج گریہہ کو گئے۔ مگدھ کا راجہ بمبسار جو اُن دنوں ایک یگیہ کر رہا تھا۔ اور اس یگیہ میں ہزاروں جانور قربانی کے لئے رکھے ہوئے تھے۔ بدھ کی آمد کی خبر پاکر اپنے درباریوں کے ساتھ ان کو ملنے کے لئے آیا۔ بدھ نے اُسے جانداروں کے ساتھ ہمدردی اور محبت کرنے کا اُپدیش دیا۔ اور کہا کہ یگیہ میں جانوروں کی قربانی نہ کرے۔ بمبسار نے تمام جانوروں کو چھوڑ دیا اور بدھ کی شاگردی قبول کی۔

برہمنوں کی طرف سے مخالفت

برہمن جو یگیوں کی قربانی کی نذریں لیا کرتے تھے۔ بدھ کی تعلیم سے سخت برافروختہ ہوئے اور اس کی مخالفت پر لوگوں کو ابھارا۔ اُنہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ بدھ نے باپ کو بیٹے سے اور بیوی کو خاوند سے جُدا کر دیا ہے۔ یہ لوگوں کو جادُو کے اثر سے اپنے ماتحت کر لیتا ہے۔ بدھ نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ اس مخالفت سے گھبرانا نہیں یہ زیادہ دیر تک نہیں رہے گی۔

باپ اور دوسرے رشتہ داروں کو تبلیغ

بدھ کے باپ شدھودھن کو جب خبر ملی تو اس نے بیٹے کو پیغام بھیجا کہ میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں۔ پتہ نہیں کب موت آجائے۔ دُنیا تمہارا مذہب قبول کر کے فیضیاب ہو رہی ہے تو اپنے عزیزوں رشتہ داروں کو اس سے کیوں محروم رکھا ہُوا ہے۔ چنانچہ بدھ کپل وستو کی طرف روانہ ہوئے۔ باپ ملنے کے لئے آگے آیا۔ بدھ کے اُپدیش سُن کر اس کا مذہب قبول کیا۔

بدھ کی وفات

بدھ کی عمر ۸۰ سال کی ہو چکی تھی۔ ایک لوہار نے بدھ کی دعوت کی۔ اس سے پیٹ میں خرابی پیدا ہو گئی۔ پیچش لگ گئی۔ ایک دن آنند اپنے شاگرد خاص سے کہا۔ آنند! مَیں تھک گیا ہوں۔ میرا جسم ٹوٹی ہوئی رتھ کی طرح ہو گیا ہے۔ میرا بستر بچھا دو۔ بستر شمالاً جنوباً بچھا دیا گیا۔ بدھ اس پر لیٹ گئے۔ شاگردوں سے کہا جس نے کوئی بات مجھ سے پوچھنی ہو پوچھ لے۔ اگر کسی کے دل میں کوئی شک ہو تو اُسے رفع کرا لے۔ بدھ نے تین بار یہی الفاظ کہے سب نے کہا ہمیں کسی کو کوئی شک نہیں۔ بدھ نے اپنا منہ مغرب کی طرف پھیر لیا اور فوت ہو گئے۔

جیسا کہ شروع میں بیان کیا جا چکا ہے بدھ کے آنے سے پہلے برہمنوں نے اُودھم مچایا ہوا تھا۔ اپنے نفس کی خاطر سب جائز ناجائز کر گزرتے تھے۔ مذہب کا کوئی احترام نہ تھا۔ اخلاق کا کوئی پاس نہ تھا۔ یگیوں میں جانوروں کو بے حساب کاٹا جاتا تھا۔ گوشت خوری، شراب نوشی اور بداخلاقی اپنی انتہا تک پہنچ چکی تھی۔ عورت کی حیثیت کو نہایت درجہ گرا دیا گیا تھا۔ رحم اور ہمدردی کا جذبہ معدوم ہو چکا تھا۔ شرم و حیا کا نام تک نہ تھا۔ اِن حالات میں بدھ نے آکر بھارت واسیوں کو دوبارہ سنبھالا۔ آپ کی تعلیم کا خلاصہ یہ تھا کہ ضبطِ الحواسی اختیار کرو۔ ظاہری اور باطنی پاکیزگی اختیار کرو۔ جانداروں کے ساتھ ہمدردی کرو۔ عرفان حاصل کرنے کے لئے درمیانی راستہ اختیار کرو۔ فانی کو چھوڑ کر غیر فانی کی تلاش کرو۔ اعمال صالحہ بار بار کرتے رہو۔ انانیت اور تنگدلی کو چھوڑ دو۔ ماں باپ بھائی بہن بیوی کی خدمت کرو۔ بنی نوع انسان کے ساتھ محبت رکھو۔

بدھ نے کہا کہ مَیں کسی نئے دھرم کو لیکر نہیں آیا۔ میرا دھرم وہی ہے جو مجھ سے پہلے مصلح لیکر آتے رہے ہیں۔ چونکہ اس زمانہ میں زیادہ اخلاقی کمزوریاں پائی جاتی تھیں اسلئے بدھ نے بھی زیادہ تر اخلاقی اصلاح پر ہی زور دیا ✦

"زمین پر ستاروں کے اثرات"

(بقیہ از صفحہ)

خورد بینی دُمدار کیڑے ہوتے ہیں۔ جو مادہ انڈہ سے اتصال کے بعد عمل تقسیم اور تخلیق کے تکرار کے ذریعہ خلیئے (CELLS) پیدا کرنے کا کام شروع کرتے ہیں جو بالآخر ایک پورے حیوان کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ ابتدائی خلیئے جو اپنے ہی جیسے خلیے پیدا کرنے کے لئے مصروفِ عمل رہتے ہیں۔ چند ایسے اجزاء بھی رکھتے ہیں جو نسلی خواص کو محفوظ رکھتے ہیں اور ہر حیوان کے نطفہ کو اسی حیوان کے بچہ کی شکل دینے کا باعث ہوتے ہیں۔ ان اجزاء کو کروموسومز ———— (Chromosomes) کہتے ہیں۔ کروموسومز خود چند نہایت باریک اجزاء پر مشتمل ہوتے ہیں۔ جو جینز (GENES) کہلاتے ہیں۔ وراثت کے خواص جہاں مجموعی طور پر کروموسومز میں پائے جاتے ہیں وہاں مختلف خواص جینز میں الگ الگ مرکوز ہوتے ہیں۔ حیوانی خواص کے ان بنیادی محافظوں میں بعض عوامل کے ماتحت تبدیلی (MUTATION) بھی پیدا کی جا سکتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں نسلی خواص میں مستقل تبدیلی واقع ہو سکتی ہے۔ مگر یہ تبدیلی اوقات ماحول سے مطابقت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے جس سے تبدیلی پائیدار ہو جاتی ہے۔ گو بعض اوقات یہ نسلی انحطاط کا باعث بھی ہو سکتی ہے۔ جینز میں ایسی تبدیلی اشعاع کے ذریعہ رونما ہونے کا مشاہدہ کیا جا چکا ہے۔ حیواتی غدودوں اور حیوانی مادۂ تولید کے مرکزوں پر اشعاع کا اثر اعصاب اور پٹھوں کی نسبت بہت زیادہ آسانی سے واقع ہوتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ ارتقاء کا اشعاع سے بہت گہرا واسطہ ہے۔ دراصل اشعاع کے نتیجہ میں تخریب و تعمیر دونوں عمل جاری ہیں۔ مگر قدرت نے بعض تبدیلیاں بقائے اصلح کے قانون کے ماتحت ارتقاء کے پروگرام کے مطابق پیدا کئے ہیں۔ اور اس پروگرام کے ماتحت حیوانات کا موجودہ تنوع نظر آتا ہے۔

ریڈیالوجی یا علاج بالاشعاع

اشعاع کے حیوانی اجسام پر اثر کی بنا پر اسے بعض جلدی امراض اور خطرناک قسم کی بیچیدہ رسولیوں کے علاج کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور طب کی اس شاخ کو ریڈیالوجی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس قسم کے علاج کے لئے آجکل تمام اچھے ہسپتالوں میں انتظام ہوتا ہے۔ ایسے علاج کئی قسم کی لہروں سے کئے جاتے ہیں۔ محض حرارت پہنچانے یا روشنی ڈالنے سے بھی بعض امراض سے شفایابی ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں بالا بنفشی لہروں کا استعمال خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ اس کے علاوہ ایکس رے کا بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اور بعض حالات میں ریڈیم کی تابکار شعاعیں بھی کام آتی ہیں۔ اشعاع کے انسانی جسم پر مضر اثرات کا اُوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اس لئے اشعاع کے ذریعہ علاج بہت مہارت چاہتا ہے۔ مضر اثرات کے ضمن میں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ بعض اوقات کروموسومز اور جینز کی تبدیلی (MUTATIONS) کے نتیجہ میں قطعی نسل کشی واقع ہو جاتی ہے یا بچہ اکثر رحم میں ہی مر جاتا ہے۔ بچے پیدا ہوں بھی تو مہلک امراض کا شکار ہو جاتے ہیں۔

آفاقی شعاعیں

اجرام سماوی کے اثرات کے ماتحت "آفاقی" شعاعوں کا خصوصیت سے ذکر کرنا مناسب ہے۔ ان شعاعوں کا مختصر ذکر اُوپر آ چکا ہے۔ ان کا مطالعہ فضا کی بلندیوں میں کیا جاتا ہے ان شعاعوں کے ہمراہ مادہ کے ابتدائی ذرات کی بھی بوچھاڑ ہوتی ہے اور ان ذرات میں سے کئی ایک کا انکشاف ہی پہلے پہل مذکورہ مطالعہ کے دَوران ہوا ہے۔ یہ مطالعہ انسانی علم میں قابلِ قدر اضافہ کا باعث ہوا ہے جس سے طبیعیات کے علمی خزانے بھرے پڑے ہیں۔ ایٹمی توانائی بھی انہی انکشافات کے سلسلہ کی

ایک کردی ہے اور یہ ارضی طبیعیات، آثارِ قدیمہ، بحر پیمائی اور موسمیات کو بھی اس مطالعہ سے مفید مدد ملی ہے۔ چنانچہ اس مطالعہ سے چند تابکار ذرات منصۂ شہود پر آئے ہیں جن کے نصف عرصۂ وجود کے پیمانہ سے فضائے قائم ——— STRATOSPHERE اور فضا کے سب سے نچلے حصہ کے درمیان ہوا کی نقل و حرکت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ نیز سمندروں میں عمودی رَووں کے متعلق معلومات حاصل ہو سکتی ہے۔ اسی طرح طبقات الارض کی اہم تبدیلیوں کی تاریخ معلوم کی جا سکتی ہے۔ تابکار کاربن ۱۴ کے ذریعہ اس وقت کی تعیین کی جاتی ہے جبکہ زمانہ ماضی میں پودے، جانور یا انسان مر کے دفن ہوئے تھے۔ آفاقی شعاعوں کے متعلق غالب قیاس یہ ہے کہ انکی ابتداء ایسے ستاروں سے ہوتی ہے جو یکایک روشن ہو کر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور آسمان پر در اصل ایک نہایت عظیم الشان دھماکہ کی خبر دیتے ہیں۔ ایسا ہی ایک دھماکے کی خبر چین میں آج سے ۹۰۰ سال قبل تاریخ میں بیان ہوئی ہے جس کو ایک ہیئت دان - CRAB NEBULA یا کیکڑا سدیم کہتے ہیں حسابی اعتبار سے آج بھی آفاقی شعاعوں کا اشعاع اس سدیم سے اور اس نوع کے دوسرے سدیموں سے جاری شدہ ماننا پڑتی ہے

تابکار ہمجا (ISOTOPES) زرعی اور حیاتیاتی تحقیقات میں بھی کثرت سے استعمال کئے گئے ہیں اور ان علوم کی کچھ ترقی کا باعث بنے ہیں۔

قرآن مجید میں اشعاع کا خاص ذکر

سورج اور چاند کے مسخر ہونے کا تو قرآن مجید میں کثرت سے ذکر پایا جاتا ہے۔ مگر سورہ مرسلات کی ابتدائی آیات میں اشعاع کا ایک خاص ذکر معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ آیات مذکورہ خاصی توجہ طلب ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۝ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۝ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۝ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ۝ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ۝ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ۝

قسم ہے ان کی جو بھیجی گئیں نرم طور پر۔ تیز وہ تیزی سے دھکیل کر لے جانے والی ہیں اور پھیلانے والی ہیں اچھی طرح۔ پھر پھاڑنے والی ہیں پوری طرح اور پہنچانے والی ہیں ذکر الزام دینے کو یا ڈرانے کو یقیناً جو تم وعدہ دیئے جاتے ہو ضرور واقع ہونے والا ہے۔

ان آیات کا فرشتوں اور ہواؤں پر اطلاق کیا گیا ہے مگر ان سے اشعاع کے خواص بھی بخوبی ظاہر ہوتے ہیں۔ نرمی اور شدت نیز مادی ذرات کو دھکیلنے کا ذکر اوپر وضاحت سے ہو چکا ہے ان کی نشری خاصیات بھی واضح ہیں کہ دُور دراز ستاروں سے زمین پر آ رہی ہیں اور خوب زمین پر ان کے ذریعہ پیغامات ایک جگہ سے باقی دُنیا کو نشر کئے جاتے ہیں۔ پھر ان کی مادہ کو پھاڑنے اور دبیز اشیاء میں دھنس جانے کی خاصیت بھی بیان ہو چکی ہے حتیٰ کہ سیسہ کی چند فٹ موٹی دیوار ان کے لئے کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ ذکر یا پیغام پہنچانے کے اعتبار سے ان شعاعوں کو عالمگیر طور پر پروپیگنڈا اور سرد جنگ کا ذریعہ بنایا گیا ہے جس سے امن عالم خطرہ میں ہے۔ آخری آیت صراحت سے بتاتی ہے کہ ان کے انکشافات کا ایک وقت معین ہے اور جس طرح یہ پیشگوئیاں پوری ہو کر رہیں گی کہ انسان کو ایسے خواص کی شعاعوں کا علم اور انکے استعمال پر قدرت حاصل ہو جائیگی عین اسی طرح دوسری پیشگوئیاں بھی پوری ہوں گی جن میں سے بعض تو انہی آیات کے معاً بعد و اذا النجوم طمست کے الفاظ سے شروع کیا گیا ہے اور بالآخر یوم الفصل کی آمد کا ذکر کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کا یہ اعجاز ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے زندہ نشانات پائے جاتے ہیں اور اس میں علوم کا وہ سرچشمہ ہے جسے انسانی جدوجہد سے حاصل کئے ہوئے علوم کی آج بھی تصدیق و تائید حاصل ہو رہی ہے پس اللہ تعالیٰ نے جہاں قانونِ قدرت کا اجراء فرمایا ہے وہاں اپنا کلام نازل فرما کر اور اسمیں اپنے واضح نشانات ظاہر فرما کر انسان کو اسکے روحانی مقاصد کے حصول کا ذریعہ عطا فرمایا ہے ایسے شخص کیلئے جو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے قوٰی استعمال کرتا ہے اور جو سنجیدگی سے غور کرنیکا عادی ہے یہ قطعاً مشکل نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اس

کھلی کھلی ہدایت سے روحانی تکمیل کرے اور مقصدِ زندگی کو حاصل کرے۔

قرآن مجید کی خصوصیت

الہامی کتب میں سے قرآن مجید کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس نے انسان کو قدرت کے قوانین کے مطالعہ کی تلقین و تاکید کی ہے۔ دراصل کائنات قدرت پر غور کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لانا نسبتاً آسان ہو جاتا ہے۔ اور جب انسان اس امر پر بصیرت حاصل کرے کہ اللہ تعالیٰ کا فعل اور اس کا کلام کس قدر ہم آہنگ ہے تو اس کو لازماً یہ ماننا پڑتا ہے کہ اس کلام کا مالک لامحالہ خالقِ کائنات ہے اور اس کے احکام کے آگے سرِ تسلیم خم کرنا ہی مناسب بلکہ انسب ہے۔ تب اس کے اندر خالقِ حقیقی سے تعلق پیدا کرنے کی خواہش جڑ پکڑتی ہے۔ اور وہ آسمانی ہدایت سے متمتع ہوتا ہے۔

نظامِ وحدت

بالآخر یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ اسلامی تعلیم نے کائنات کو نظامِ وحدت میں منسلک کر دکھایا ہے۔ ایک طرف ذاتِ واجب الوجود کی وراء الورائی ہستی ہے دوسری طرف مادہ سے پیدا شدہ مخلوق جس میں انسان جیسا باشعور وجود بھی ہے۔ انسان کی روحانی زندگی اس کائنات ہست و بود کے دائرہ کو مکمل کرتی ہے جبکہ یہ اللہ تعالیٰ کی تربیت کے ماتحت خود صفاتِ الٰہیہ کو منعکس کرنا شروع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نہایت لطیف ہستی اور انسان کی مادی زندگی کے درمیان ایک مخلوق ایسی بھی ضروری ہے جو خالق سے تنزّہ کی مشابہت رکھے۔ اور مخلوق کی حیثیت سے انسان اور دیگر مخلوق سے رابطہ پیدا کر سکے۔ پس ایسے وجودوں کو کائنات کی وسعتوں میں تعینات کر دیا گیا کہ وہ اپنی قرارگاہ سے زمین اور اس پر رہنے والی مخلوق پر اثرات ڈالیں۔ تاکہ قدرت کا منشاء پورا ہو اور دائرۂ خلق تکمیل پائے۔ جس کا منشاء یہ ہے کہ انسان اپنے ربِ جلیل کی صفات منعکس کر کے اس کی خلافت کا اعلان کرے۔ کیا عجب ہے کہ ایسی ہستیوں پر جو انسان کی روحانی زندگی پر براہِ راست بھی اثر انداز ہیں اور ستاروں کے ذریعہ اس کی جسمانی زندگی کے قیام و بقا کے نظام کو بھی جاری اور ساری رکھنے کی ذمہ دار ہیں۔ ایمان لانا بنیادی ارکانِ عقیدہ میں شامل کیا گیا ہے۔ یہ ایک الگ موضوع ہے کہ ملائکہ اور ستاروں کے اس عمل کے نتیجہ میں خود انسان میں اللہ تعالیٰ نے اشعاع کا ایک نظام قائم کیا ہے اور اس کو حکم دیا ہے کہ یہ صحبتِ صالحین اختیار کرے جہاں خدا تعالیٰ کے برگزیدہ لوگوں کے جسم سے پاکیزہ شعاعیں نکل کر روح کو جلا بخشتی ہیں۔ پھر نبوت اور خلافت کا نظام قائم کر کے اسے ہر قسم کے برے اثرات سے محفوظ کر دیا۔ اسلام ہی کو یہ وحدتِ نظر اور وحدتِ عمل حاصل ہے اور اسی کے ذریعہ بنی نوعِ انسان ایسے مقام پر قرار پا سکتے ہیں جہاں ہر جہت سے پائیدار امن ہے اور جہاں مقصدِ حیات شرمندۂ معنیٰ ہوتا ہے +